قال اللہ تعالیٰ

وما یجحد بآیاتنا الا الکافرون

اور ہماری آیات کا انکار کافر ہی کرتے ہیں

رفض و الے کے متعلق

شرعی فیصلہ

قرآن، حدیث، اجماع، فقہاء امت کے فتاویٰ کی روشنی میں

از قلم

شیخ الحدیث والتفسیر حضرۃ مولانا

علامہ مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی رحمۃ اللہ علیہ

سابق مدرس مدرسہ امینیہ دہلی (انڈیا)

الاستفتاء

قرآن وسنّت اور علماء مجتہدین محققینِ امرِ دین اولی الامر کا ان لوگوں کے بارے کیا فیصلہ ہے جو اس معروف قرآن مجید کو نہیں مانتے۔ اماموں کا رتبہ نبیوں سے بڑھاتے ہیں صحابہؓ کو مرتد کہتے ہیں اور ان کو سب و شتم اور لعن کرتے ہیں۔ ازواج مطہرات کو سبّ بکتے ہیں۔ شیخین کو دوزخی بتاتے ہیں۔ علی کو مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ ائمہ اثناعشر کو عالم الغیب مانتے ہیں۔ موت وحیات کا ان کے اختیار میں ہونا مانتے ہیں۔ تقیہ کو اپنا دین وایمان سمجھتے ہیں۔ متعہ کو حلال بلکہ کارِ ثواب سمجھتے ہیں اور دبر میں اپنی بیوی کے وطی کرنا جائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انبیاء کرامؑ اپنے مشن میں ناکام رہے ہیں۔ اور صحابہ رضؓ پر بھی الزام تراشی کرتے ہیں اور ان پر طرح طرح کے جھوٹ بہتان باندھتے ہیں۔ کذاب۔ غدار۔ خائن ظالم و غاصب کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ائمہ کو اپنی موت کا وقت معلوم ہونا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ائمہ کو اختیار ہوتا ہے جس چیز کو چاہیں حلال کردیں اور جس چیز کو چاہیں حرام کردیں

آیا ایسا عقیدہ رکھنے والے قرآن وحدیث صحیح کے رو سے مسلمان ہیں یا دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔ سلف صالحین نے ان کے متعلق کیا فیصلہ فرمایا ہے ائمۂ مجتہدین نے ان کے بارے کیا فتویٰ دیا ہے

بیّنوا بالدلائل والبراھین القاطعۃ الساطعۃ توجروا یوم الحساب، المستفتی: عبدالستار توحیدی

فاروقہ ضلع سرگودھا

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا ومولنا محمد وعلی آلہ واصحابہ واھل بیتہ وذریاتہ وعترتہ ومحبیہ و ناصریہ ومشیدی دینہ ومؤیدی شرعہ واولیاءہ واحباءہ واوداءہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

امابعد:- الجواب بعون الملک الوھاب

ویسے تو مذہب شیعہ کے بیسیوں فرقے اور گروہ ہوئے ہیں۔ جن میں سے بعض تو بہت ہی غالی ہوئے۔ پھر ان غالیوں میں سے کئی تو ایسے ہو گذرے ہیں جنہوں نے اپنے محبوبوں کو الٰہ مانا۔ چنانچہ ان میں سے ایک فرقہ وہ تھا جو کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام، حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، حضرت علی بن حسین زین العابدینؒ، حضرت محمد بن علی باقرؒ، وجعفر بن محمد صادق رحمہم اللہ تعالیٰ کو الٰہ مانتا تھا

اور ایک فرقہ وہ تھا جو حضرت محمد بن اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کو الٰہ مانتا تھا۔

اور ایک فرقہ ابو سعید حسن بن بہرام جبائی کو الٰہ مانتا تھا

اور ایک فرقہ منصور ابو القاسم نجار کو، اور ایک فرقہ عبید اللہ ادریس کی اولاد کو
اور ایک فرقہ ابو الخطاب محمد بن ابی زینب مولائے بنی اسد الکوفی کو
اور ایک فرقہ معمر حناط کوفی کو، اور ایک فرقہ حسین بن منصور حلاج کو
اور ایک فرقہ محمد بن علی بن الشلمغانی کو، اور ایک فرقہ شباس الضیم بصری کو

اور سبائیہ نے حضرت علی کو ، اور راوندیہ نے ابو جعفر منصور کو ، اور بعض نے ابو مسلم السراج کو ، اور بعض نے مقنع ، عور قصار کو ، اور خربیہ نے عبداللہ بن الحرب الکندی کو اِلٰہ مانا جو تناسخ ارواح کا قائل تھا۔ اور رات دن میں ۱۹ نمازوں کو فرض کہتا تھا اور ہر نماز کی ۱۵ رکعتیں بتاتا تھا۔

اور غالیوں میں سے بہت سے ایسے ہوئے ہیں جو اپنے اکابر بزرگوں کو نبی اور رسول مانتے۔ چنانچہ ان میں سے بعض وہ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نُبوت میں شریک مانتے۔ اور ان میں سے غرابیہ فرقہ تھا جو اصل نبی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام غلطی سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی لے جاتے رہے ان میں سے بعض کا تو یہ خیال تھا کہ اس میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کا کوئی قصور نہیں وہ معذور رہے اور ان میں سے بعض وہ تھے جو جبرئیل علیہ السلام کو قصور وار ٹھیراتے اور کہتے کہ معاذ اللہ جبرئیلؑ کافر ہو گیا۔ اور بعض نے جسارت کر کے یہاں تک بات پہنچادی کہ یہ سب (معاذ اللہ) محمد صاحب کی غلطی تھی جو آپ ہی نبوۃ سنبھال بیٹھے۔

اور بعض نے کہا کہ مختار ثقفی نبی تھا ، بعض نے عمار خداش کو ، بعض نے عُمَیر تبّان کو بعض نے معمر حنّاط کو ، بعض بزیغ الحائک کو ، بعض نے منصور مستنیر عجلی کِسف کو بعض نے بَیان بن سمعان تمیمی کو ، بعض نے مغیرۃ بن سعید مولی الجبلیہ کوفی کو ، اور کیسانیہ میں سے ایک گروہ نے حضرت علی و حسن و حسین و محمد بن الحنفیہ کو نبی مانا ، اور بعض نے محمد بن اسماعیل بن جعفر کو نبی مانا اور یہ قرامطہ میں سے ایک گروہ ہے اور بعض کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی ، حسن ، حسین ، زین العابدین ، محمد باقر ، جعفر صادق ، موسیٰ کاظم ، علی بن موسیٰ ، محمد بن علی ، حسن عسکری ، محمد بن حسن

امام غائب منتظر یہ سب کے سب انبیاء ہیں

اور یہ عقیدہ رکھنے والے آج بھی موجود ہیں چنانچہ سید محمد یاور حسین جعفری ناشر ادارہ علوم الاسلام نے اصغری منزل سانده کلاں لاہور سے بسلسلہ علوم الاسلام ایک رسالہ "سولہ مسئلے" نمبر ۵۸ لکھا ہے۔ اور اس میں ہے "بہر کیف حضرت علی رسول بھی ہیں، امام بھی ہیں، اور حضرت محمد کے وزیر بھی ہیں، اور صرف یہی نہیں بلکہ بارہ کے بارہ ہی رسول تھے اور امام تھے"

اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا الٰہ کہنا کسی کو صریح کفر ہے۔ الٰہ کہنے والے کے بارے حضرت حق تعالیٰ کا صریح ارشاد ہے وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ یعنی اور جو کوئی ان میں سے یہ کہہ بھی دے کہ میں بھی معبود ہوں اللہ کے سوا، سو ہم اسے جہنم کی سزا دیں گے۔

امِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ کیا انہوں نے اللہ کے سوا الٰہ اختیار کر رکھے ہیں؟ آپ فرمادیں تم اپنی دلیل تو پیش کرو۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ نہ بنا۔ ورنہ بیٹھ رہیگا بدحال بے یار و مددگار ہو کر۔

وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا اور اللہ کے ساتھ کوئی اور الٰہ نہ بنا۔ ورنہ تو جہنم میں ملامت زدہ اور راندہ کر کے جھونک دیا جائے گا۔ (سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۲ و ۳۹۔)

اور حضرت ہی

اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ولٰكن رسول الله وخاتم النبيين البتہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں یعنی آخری نبی ہیں۔ مطلب یہ ہے

ہے کہ آپؐ کے بعد کسی کو نبوۃ نہیں ملے گی۔ یہ آیت اس مسئلہ پر نص قطعی ہے اور اس بارہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر احادیث بھی وارد ہیں اور اس پر تمام امتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔ اور جو یہ بات نہ مانے گا اس پر امتِ مسلمہ کے علماء نے کفر کا فتویٰ لگایا ہے۔ چنانچہ حضرت عبدالشکور صاحب سالمیؒ رحمہ اللہ نے کتاب التمہید ص۱۷۲ میں فرمایا ومن یری الوحی والنبوۃ لاحد بعد محمد صلے اللہ علیہ وسلم غیر عیسیٰؑ بن مریم فانہ یصیر کافراً یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص حضرت عیسیٰؑ بن مریم کے سوا کسی ایک کے بارے وحی اور نبوت کا عقیدہ رکھیگا سو اس میں شک نہیں کہ وہ کافر ہو جائیگا

اور ان ۳۱ غالی فرقوں کے علاوہ بھی کثیر تعداد میں شیعہ کے فرقے ہیں۔ اور یہ یاد رہے کہ شیعہ کے جتنے فرقے ہیں تمام کے تمام قرآن کریم کو تسلیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو قرآن مجید نازل ہوا تھا وہ یار لوگوں نے بدل دیا۔ اس میں وہ باتیں بڑھا دیں جو قرآن مجید میں نہ تھیں اور اور وہ تو بہت سا حصہ ہے جو قرآن مجید میں سے نکال کر قرآن مجید کو کم کیا گیا ہے اور جو بدل دیا گیا ہے وہ بھی بہت ہے (دیکھو الملل والنحل لابن حزم الاندلسی ص۱۸۷ ج۳)

سید ظفر حسین امروہی شیعہ نے لکھا ہے کہ اصل قرآن جو موافقِ تنزیل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا، وہ نسلاً بعد نسلٍ ہمارے ائمہ کے پاس محفوظ رہا۔ اب وہ ہمارے بارھویں امام علیہ السلام کے پاس ہے (عقائد الشیعہ ص۳۵)

صاحب سانی شارح اصول کافی نے لکھا ہے بسیارے از قرآن ساقط شدہ و در مصاحفِ مشہورہ نیست (صافی شرح اصول کافی جزء ششم مطبوعہ لکھنؤ ص۷۵)

حسین بن محمد تقی نوری طبرسی نے فصل الخطاب ص۸ میں لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے،

توراۃ و انجیل کی طرح قرآن میں بھی تحریف و تغیر واقع ہوئی ہے۔

نوٹ یہ فصل الخطاب فی تحریف کتاب رب الارباب وہ کتاب ہے جس میں صرف اور صرف یہی مضمون ہے کہ اس موجودہ قرآن مجید میں تغیر و تبدل ہوا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ اس قرآن مجید کا تغیر و تبدل احادیث متواترہ سے ثابت ہے؛

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا والذین کفروا وکذبوا بایاتنا اولئک اصحب النار هم فیها خلدون اور جو لوگ کفر کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے سو وہی دوزخی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ پڑے رہیں گے

اور فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون یعنی اس نصیحت نامہ (قرآن مجید) کو ہم نے خود آپ ہی نازل فرمایا ہے اور ہم آپ ہی اس کے محافظ ہیں،

امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من کفر بایة من القرآن فقد کفر (معجم کبیر ج۲۵۵ ص۲۵۶) یعنی جو شخص قرآن شریف کی ایک آیت کا بھی انکار کرے گا سو وہ کافر ہو جائیگا۔

عبدالوہاب شعرانی نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بواسطہ عکرمہ نقل کی ہے کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا من جحد اية من القرآن فقد حل ضرب عنقه یعنی جو شخص قرآن مجید کی ایک آیت کا بھی انکار کرے گا اس کی گردن مارنا حلال ہے

اسی لیے علماء شریعت حقہ نے متفقہ طور پر یہی فتویٰ دیا ہے چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے من جحد القرآن كله او سورة منه او اية كفر۔ یعنی جو قرآن کا انکار کرے سارے کا یا قرآن مجید کی کسی ایک سورۃ کا یا ایک آیہ کا سو وہ کافر ہو گیا۔ (شرح فقہ اکبر ص۱۵۳)

قاضی عیاض مالکی نے لکھا وكذلك من انكر القرآن او حرفا منه او غير

شیئاً منه اوزاد فیه (کتاب الشفاء ص۲۴۹/۲) یعنی جو شخص قرآن مجید کا انکار کرے یا قرآن مجید کے ایک حرف کا بھی انکار کرے یا قرآن مجید میں سے کچھ بھی تغیر تبدل کرے یا اس میں کچھ بڑھائے تو اسی طرح کافر ہوگیا۔

سیف الدین ابو المعین النسفی نے لکھا کل من انکر اٰیة من مصحف عثمان رضی اللہ عنہ فانہ یکفر لان مصحف عثمان رضی اللہ عنہ ھو الذی اجمعت علیہ الصحابة (بحر الکلام ص۹۷) یعنی جامع القرآن حضرت عثمانؓ کے مصحف کی ایک آیت کا بھی جو انکار کرے گا یقیناً وہ کافر ہو جائیگا کیونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اس مصحف کے قرآن ہونے پر اجماع ہے۔

ابن قدامہ محدث فقیہ حنبلیؒ نے لکھا ہے والردة تحصل بجحد.... کتاب اللہ تعالیٰ اوشئ منہ (الکافی ص۱۵۶/۴) اللہ تعالیٰ کی کتاب کے انکار سے یا اس میں سے ذرا سی چیز کا انکار کرنے سے آدمی مرتد ہو جاتا ہے۔

امام ابو یحییٰ زکریا انصاریؒ نے اسنی المطالب ص۱۱۸،۱۱۹/۴ میں لکھا ہے من..... جحد اٰیة من المصحف مجمعاً علیھا اوزاد فیہ کلمة ..... کفر یعنی جو شخص متفق علیہا آیتِ قرآنی کا انکار کرے یا اس میں کوئی کلمہ بڑھائے تو وہ کافر ہوگیا

نوٹ: شیعہ کی معتمد علیہ قدیم کتاب کافی کلینی میں بہت سی آیات ایسی لکھی ہیں جن میں اپنی طرف سے اضافہ کیا اور نسبت حضرت جعفر صادق جیسی معتبر ہستی کی طرف کر دی۔ چنانچہ بطور نمونہ کے وہ آیات درجِ ذیل ہیں۔ زائد کردہ الفاظ پر خط کھینچا جائے گا۔ اخیر میں اصول کافی کا صفحہ درج ہوگا۔

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علیٍّ فاتوا ۴۱۷

ولقد عھدنا الیٰ اٰدم من قبل کلماتٍ فی محمد وعلی وفاطمة والحسن و الحسین والائمة من ذریتھم فنسی ولم نجد لہ عزماً ۴۱۶

ومن یطع الله ورسوله فی ولایة علی والائمة من بعده فقد فاز

فوزاً عظیما ٣١٦

یا ایها الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فی ولایة علی فامنوا

خیرا لکم وان تکفروا بولایة علی فان لله ما فی السموات ... ٣١٦

ان الذین ظلموا آل محمد حقهم لم یکن الله لیغفر لهم ولا لیهدیهم

طریقا الا طریق جهنم ٣٢٣

فاستمسک بالذی اوحی انک علی ولایة علیؑ وعلیؑ علی صراط مستقیم ٣١٧

فان آمنوا بمثل ما آمنتم به یعنی علیا وفاطمة والحسن والحسین

والائمة فقد اهتدوا ٣١٦

یا ایها الذین اوتوا الکتاب آمنوا بما نزلنا فی علی نورا مبینا ٣١٧

ولو انهم فعلوا ما یوعظون به فی علیؑ لکان خیرا لهم ٣١٧

بئسما اشتروا به انفسهم ان یکفروا بما انزل الله فی علیؑ بغیا

ان ینزل الله من فضله ٣١٧

یا ایها الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات

الشیطان انه لکم عدو مبین فی ولایتنا ٣١٧

بل تؤثرون الحیوة الدنیا فی ولایتهم والآخرة خیر وابقی ولایة امیر المومنین

ان هذا لفی الصحف الاولی ٣١٨

افکلما جاءکم رسول بما لا تهوی انفسکم بموالاة علیؑ فاستکبرتم

ففریقا من آل محمد کذبتم ٣١٨

کبر علی المشرکین بولایة علیؑ ما تدعوهم الیه یا محمد من ولایة علی ٣١٨

سال سائل بعذاب واقع للکافرین بولایة علیؑ لیس له دافع ٣٢٢

فبدل الذین ظلموا آل محمد حقهم قولا غیر الذی قیل لهم فانزلنا
علی الذین ظلموا آل محمد حقهم رجزا من السماء ۴۲۴
ولو انهم فعلوا ما یوعظون به فی علیؑ لکان خیرا لهم ۴۲۴
قل اعملوا فسیری الله عملکم ورسوله والمأمونون ونحن المأمونون ۴۲۴

حیات القلوب میں بھی اسی طرح اضافہ کیا چنانچہ مشت نمونہ از خروارے پیش خدمت ہے

فابیٰ اکثر الناس بولایة علی بن ابی طالب الا کفورا ۲۱۵
وقل الحق من ربکم فی ولایة علی فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا
اعتدنا للظالمین آل محمد نارا

اسی طرح انہوں نے قرآن مجید میں سورة الولایة کا اضافہ کیا ہے اور وہ یہ ہے

سورة الولایة بسم الله الرحمٰن الرحیم سبع آیات

یا ایها الذین آمنوا آمنوا بالنبی و بالولی الذین بعثناهما
یهدیانکم الی صراط مستقیم نبی و ولی بعضهما من بعض
وانا العلیم الخبیر ان الذین یعهد الله لهم جنّت النعیم
والذین اذا تلیت علیهم آیاتنا کانوا بآیاتنا یکذبون ان لهم
فی جهنم مقاما عظیما اذا نودی لهم یوم القیمة این الظالمون
المکذبون للمرسلین ما خلفهم المرسلین الا بالحق وما
کان الله لیظهرهم الی اجل قریب وسبح بحمد ربک و
علیؑ من الشاهدین

اور فرقہ زیدیہ کے سوا تمام شیعہ شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کو
گالیاں دیتے ہیں اور سب بکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابوبکر و عمر اور ان کے

رفقاء، عثمان، ابو عبیدہ وغیرہ دل سے ایمان نہیں لائے تھے۔ صرف حکومت اور اقتدار کی طمع اور ہوس میں انہوں نے بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا اور اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے کو چپکا رکھا تھا (خمینی در کشف الاسرار ص ۱۳۰)

نیز لکھا خلفاء ثلثہ (ابوبکر۔ عمر۔ عثمان) مرتد ہو گئے (اصول کافی ص ۲۶۵)

خلفائے ثلثہ جہنم کے صندوق ہیں (حق الیقین ص ۵۰۳)

عبدالمطلب نے نثیلہ سے باندی کے مالک کی اجازت لیے بغیر وطی کی جس سے عباس پیدا ہوئے (روضہ کافی ص ۲۶)

ابوبکر و عمر پر اللہ کی لعنت۔ بغیر توبہ کے مرے (روضہ کافی ص ۱۱۵)

جبت و طاغوت سے مراد فلاں وفلاں ہیں یعنی ابوبکر و عمر (شافی ص ۵۲۸)

تیمی، عدوی، بنی امیہ، ابلیس کے مظہر ہیں (روضہ کافی ص ۵۲۴)

شیخین (ابوبکر و عمر) نے مرتے دم تک اپنے جرائم سے توبہ نہیں کی۔ فعلیهما لعنة الله والملئكة والناس اجمعين (روضہ کافی ص ۲۴۶)

عمر کافر و زندیق تھا (کشف الاسرار ص ۱۱۹ از خمینی)

عمر ایسی بیماری میں مبتلا تھا جو انسانی پیشاب کے بغیر شفا نہیں ہوتی (کتاب الزهرا)

چاروں بت یعنی ابوبکر، عمر، عثمان اور معاویہ (حق الیقین ص ۵۱۹)

وفات نبی کے بعد سلمان، مقداد اور ابوذر کے سوا سب صحابہ مرتد ہو گئے (روضہ ص ۲۴۵)

فرعون وہامان سے مراد ابوبکر و عمر ہیں (حق الیقین ص ۲۱۲)

ہیچ عاقل را مجال آن نیست کہ شک کند در کفر عمر۔ پس لعنت خدا و رسول بر ایشان باد و بر ہر کہ ایشان را مسلمان داند و ہر کہ بر لعن توقف نماید (حق الیقین ص ۴۵)

جہنم میں ایک وادی ہے اس وادی میں ایک ایسی آگ ہے جس میں سوائے

بدبخت عمر کے اور کوئی نہیں جائے گا (حق الیقین صفحہ ۳۲۷)

صحابہ بدترین خلائق ہیں (حق الیقین صفحہ ۵۱۹)

دراصل بات یہ ہے کہ ہمارے اور ہمارے برادران اسلامی میں اس سلسلہ میں جو کچھ نزاع ہے وہ صرف اصحاب ثلٰثہ کے بارے میں ہے۔ اہل سنت ان کو بعد از نبی ؐ تمام اصحاب امت میں سے افضل جانتے ہیں۔ اور ہم اُن کو دولت ایمان و ایقان و اخلاص سے تہی دامن جانتے ہیں ...... جناب امیر خلافت ثلٰثہ کو غاصبانہ و جائرانہ اور خلفاء ثلٰثہ کو گنہگار، کذاب، غدار، خیانت کار، ظالم، اور غاصب، اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ خلافت نبویہ کا حق دار سمجھتے تھے۔ (تجلیات صداقت مؤلفہ شیعہ مجتہد مولوی محمد حسین ڈھکو مقام سرگودھا صفحہ ۲۰۶)

عمر اور اس کا باپ ولد الزنا تھے۔ کسی نے قبیلہ بنی عذرا سے ام سعد سے زنا کیا وہ اس نطفۂ زنا سے پیدا ہوا

عبید اللہ بن زیاد ولد الزنا تھا۔ اس کا باپ بھی ولد الزنا تھا۔ اس کی ماں سمیہ بھی زنا کار مشہور تھی چنانچہ ایک قبیلہ ثقیف کے غلام نے اس سے زنا کیا۔ اور زیاد بھی اس نطفۂ زنا سے پیدا ہوا۔ ابو سفیان نے بھی سمیہ سے زنا کیا۔ یزید بن معاویہ بھی کلبی کے نطفہ سے پیدا ہوا تھا اور ولد الزنا تھا۔

شراب خور خلفاء کی خاطر معنے بدل دیا گیا (وفیہ یعصرون پر حاشیہ مقبول احمد)

ان دونوں (عائشہ و حفصہ) منافقات نے اس بارے میں اتفاق کر لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دے کر شہید کر دیا جائے (حق الیقین صفحہ ۴۵۷)

امام مہدی عائشہ کو زندہ کرے گا۔ اس پر حد جاری کرے گا۔ اور فاطمہ کا بدلہ لے گا (حق الیقین صفحہ ۳۴۷)

ابوبکر کو خلیفہ ماننے والے کتے اور ولد الزنا سے بھی بدتر ہیں (روضہ کافی صفحہ ۱۳۵)

ائمہ اثنا عشر کے منکر (سنی مسلمان) خنزیر ہیں (شافی ترجمہ اصول کافی ص۴)

مہدی کے منکر (سنی مسلمان) امتِ ملعونہ ہے (")

سنی کی نماز زنا کے برابر ہے (روضۂ کافی ص۱۶۱)

سنی واجب القتل ہیں (" ص۵۰)

ثم قال لعن الله ابا حنیفة (شافی ص۶۱)

حق تعالیٰ نے کتے سے بدتر کوئی مخلوق پیدا نہیں کی۔ اور ناصبی (سنی) خدا تعالیٰ کے ہاں کتے سے بھی خوار تر ہے (حق الیقین ص۵۱۶)

ہمارے شیعہ کے ماسوا سب کے سب لوگ زناکار عورتوں کی اولاد ہیں

ان الناس کلهم ذریة البغایا ما خلا شیعتنا (روضۂ کافی ص۲۸۵ ج۸)

اور ان کے علاوہ اور بے شمار یاوہ گوئیاں ہیں۔ جمع کرنے سے مستقل کتاب بن جائیگی

اور حقیقتِ حال یہ ہے کہ حضرت امام اعظم خلیفۂ بلا فصل ابوبکر الصدیق رض رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہے جس کا یارانہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بچپن ہی سے تھا۔ اور بچپن اور جوانی میں بھی بت نہیں پوجے اور بت کو سجدہ بھی نہیں کیا حالانکہ کفر گڑھ میں زندگی گذاری۔ اور ساری عمر آپ رض نے نہ شراب پی نہ زنا کیا نہ شعر کہے لم یعبد صنما قط وکان یعتقد ان الکفر باطل... ولم یسجد صنماً؛ السیوطی عن عائشة رض قالت والله ما قال ابوبکر شعرا قط فی الجاهلیة ولا فی الاسلام ولقد ترك هو و عثمان شرب الخمر فی الجاهلیة (ابن عساکر بسند صحیح ص۲۸۵ نبراس) ونبراس ص۳۲۶)

نیز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر فی الجنة ابوبکر کا مقام جنت ہے
نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وھذا سیدنا بلال حسنة من حسناته

(سیر اعلام النبلاء للامام الذہبی ص۲۵۵ ج۱) یعنی یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہمارے سردار ہیں جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک مجسم نیکی ہے۔

اور خود حضرت بلال (مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ ان ناسا یفضلونہ علی ابی بکر رض کئی ایسے لوگ بھی ہیں جو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہیں تو حضرت بلال رض نے یہ سُن کر فرمایا کیف یفضلونی علیہ وانما انا حسنۃ من حسناتہ (سیر اعلام النبلاء ص۲۵۵ ج۱) یہ لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر مجھے کیونکر فضیلت دیتے ہیں۔ حالانکہ میں تو اُن کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہوں۔ اور حضرت بلال رض نے یہ بات اس لیے فرمائی تھی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رض کو ان کے ظالم مولیٰ کو خطیر رقم دے کر خرید لیا تھا اور پھر ان کو فی سبیل اللہ آزاد کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا جزاہ اللہ عنا احسن الجزاء جزاءً موفوراً

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے حضرت زبیر بن العوام، عثمان بن عفان، طلحۃ بن عبید اللہ، عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد رضی اللہ عنہم اجمعین مسلمان ہوئے (سیر اعلام النبلاء ص۲۹ ج۱)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی آیت فان اللہ ھو مولاہ وجبریل وصالح المؤمنین میں صالح المؤمنین سے مراد حضرت ابوبکر و عمر ہیں (جامع صغیر ص۴۳ ج۱) اور مراد وحی کے بغیر معلوم نہیں ہو سکتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود رض نے حضور ﷺ سے یہ مراد سنی ہے۔

حضرت عمر رض نے حضرت ابوبکر صدیق رض سے کہا یا خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے وہ ذات جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

(ازالۃ الخفاء از شاہ ولی اللہ ص۶۱)
تمام لوگوں سے بہتر ذات ہے
حضرت عمر رضؓ نے فرمایا کان ابو بکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ ہم سب کے سردار تھے اور ہم سب سے
بہتر تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سب سے زیادہ محبوب تھے (مستدرک حاکم)
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بدر کی لڑائی میں حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور ابو بکر کو فرمایا کہ تم دونوں میں سے ایک کے ساتھ
حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں اور دوسرے کے ساتھ حضرت میکائیل علیہ السلام
ہیں۔ یہ حدیث مسند احمد و بزار میں ہے اور حاکم ابو عبد اللہ نے مستدرک میں اس
کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے بھی اسے صحیح کہا ہے رجالھا رجال الصحیح
اور یہ روایت مسند ابی یعلی ص۲۸۳ و ص۲۸۴ میں بھی ہے
نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت ابو بکرؓ کا
نام اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے صدیق اتارا ہے (طبرانی بسند جید)
سابقین مہاجرین میں سے حضرت عمار بن یاسر اور حضرت ابو بکر صدیق
کے سوا کوئی ایسا صحابی نہیں جس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوئے ہوں لم یسلم
ابوا احد من السابقین المھاجرین سوے عمار وابی بکر (سیر اعلام النبلاء ص۲۹۳)
حضرت معاذ بن جبل رضؓ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
ان اللہ یکرہ فوق سماءہ ان یخطأ ابو بکر (معجم طبرانی کبیر ص۲۰)
حضرت علی اور حضرت ہر دو نے فرمایا ما استبقنا الیٰ خیر قط الا سبقنا
ابو بکر (طبرانی معجم اوسط) یعنی ہم جس نیکی کی طرف جھپٹے اس میں حضرت ابو بکر
صدیق رضی اللہ عنہ ہم سے سبقت لے گئے۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو وحی مجھ پر نازل فرمائی گئی میں

نے اس کو ابوبکر کے سینہ میں نچوڑ دیا۔ (الریاض النضرۃ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ارحم امتی بامتی ابوبکر (جامع ترمذی ومسند احمد) میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکرؓ ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی الٰہی ابوبکرؓ کو قیامت کے دن جنت میں میرے ہی درجہ میں جگہ دینا (مستدرک حاکم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ ہم نے نہ دیا ہو۔ مگر ابوبکرؓ کہ اُن کا جو احسان ہمارے ذمے ہے اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دے گا۔ اور کبھی کسی کے مال نے وہ نفع مجھ کو نہیں دیا۔ جو ابوبکرؓ کے مال نے دیا (جامع ترمذی)

نیز فرمایا اگر تم مجھ کو نہ پاؤ تو (مسائل دریافت کرنے کے لیے) ابوبکرؓ کے پاس آجانا (بخاری)

مرضِ وفات میں آپؐ نے فرمایا کہ ابوبکر کو کہو کہ امامت کرائیں (بخاری) باوجودیکہ پاس ہی عمرؓ، علیؓ، عباسؓ بیٹھے تھے (شرح معانی الآثار للطحاوی)

نیز فرمایا سوائے انبیاء کرامؑ کے ابوبکر تمام آدمیوں سے بہتر ہیں (طبرانی)

نیز فرمایا ابوبکر میرے رفیقِ حوضِ (کوثر) و رفیقِ غارِ (ثور) ہیں (ترمذی)

نیز فرمایا میں نے کسی کو اسلام کی دعوت نہیں مگر اس کی طرف سے ایک گونہ تردد اور فکر پائی۔ مگر ابوبکرؓ سے جب میں نے اسلام کا ذکر کیا تو اس نے بلاتوقف وتردد اس کو قبول کیا (ابن اسحاق)

سبائی عالم دین باب الابواب سید حمید الدین اپنی مہتم بالشان کتاب "راحۃ العقل" میں فرماتے ہیں کہ یا ایھا المدثر قم فانذر کی سورت اترتے ہی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہؓ سے کہا کہ تم لا الٰہ الا اللہ محمد

رسول اللہ کہو۔ حضرت خدیجہؓ نے ایسا ہی کیا۔ یہ پیر کے دن کا واقعہ ہے۔ منگل کے دن آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مولانا علیؑ کو اسلام کی دعوت دی، اور فرمایا کہ تم بھی لا الٰہ الا اللہ کہو۔ مولانا علیؑ نے ایسا ہی کہا۔ پھر آپؐ نے فرمایا محمد رسول اللہ بھی کہو۔ مولانا علیؑ نے فرمایا کہ اچھا! مہلت دیجیے! کہ میں اپنے والد سے مشورہ کر لوں" (بحوالہ ہمارے اسماعیلی مذہب کی حقیقت اور اس کا نظام ص۷۶)

سیدنا حمید الدین کرمانی اپنی کتاب تنبیہ الہادی والمستہدی کے صفحہ ۱۸۴ و ص۱۸۶ پر لکھتے ہیں کہ مولانا ابو طالب باوجود اپنی فضیلت اور عقل کے انتقال کے وقت جب ان سے ایمان لانے اور کلمۂ شہادت پڑھنے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر لوگوں کے کہنے کا خوف نہ ہوتا کہ میں موت سے ڈر گیا تو ضرور میں ایمان لاتا اور کلمۂ شہادت پڑھتا (ص۷۶) ابو طالب نے کہا اے برادر زادے! جو تمہارے جی میں آئے کہو اور کرو۔ لیکن میں بخدا کبھی ایمان نہ لاؤں گا۔ اور نہ اپنے آبائی دین کو ترک کروں گا (تاریخ ابن خلدون مترجم ص۴۶) (بشکریہ ادبیاتِ صدیق ص۳)

شب معراج واپسی پر جب آپؐ مقام ذی طوی پر پہنچے تو آپؐ نے فرمایا" اے جبرائیل! میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی" حضرت جبرائیلؑ نے کہا" آپؐ کی تصدیق ابوبکرؓ کریں گے۔ وہ صدیق ہیں (بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء ص۳۱)

حضرت علیؓ نے فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ سب آدمیوں سے بہتر ہیں۔ میری محبت اور ابوبکرؓ و عمرؓ کا بغض کسی مؤمن کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے (طبرانی)

ابوبکرؓ کی وفات کی خبر سن کر فرمایا الیوم انقطعت خلافۃ النبوۃ آج نبوۃ کی خلافت کا خاتمہ ہو گیا (سیرۃ الصدیق ص۱۳۰، خلفائے راشدین ص۱۵۵)

میں اس وقت ایمان لایا جب ابوبکر ایمان لا چکے تھے (۱، ص۱۵۸)

ابوبکر چار باتوں کی طرف سبقت لے گئے جو مجھے حاصل نہیں ۱۔ انہوں نے مجھ سے پہلے اسلام آشکارا کیا ۲۔ مجھ سے پہلے ہجرت کی ۳۔ نبی کے یار غار ہوئے ۳۔ نماز قائم کی جب کہ میں گھروں میں تھا ۴۔ وہ اپنا اسلام ظاہر کرتے رہے تھے اور میں چھپاتا تھا (تنزیہ المکانیۃ الحیدریہ ص۲۷)

سب سے زیادہ اجر قرآن مجید کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق کو ملے گا کیونکہ اول آپ ہی وہ شخص ہیں جس نے قرآن مجید کو کتابی صورت میں کیا (مسند ابی یعلی) محمد بن حنفیہ، محمد باقر، زین العابدین، جعفر صادق سب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خوبیاں بیان کرتے ہیں

ابوبکر پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے گھر کے سامنے مسجد بنائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد از وفاۃ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پریشان دیکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ نکاح میں دے دی۔ ۲۷ غزوات میں حضور پاک کے ہم سفر رہے۔ نبی کریم نے مرض موت میں ابوبکر ہی کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ ۱۷ نمازیں نبی ص کی زندگی میں ابوبکر نے پڑھائیں۔ ۱۱ لاکھ مربع میل پر خلافت کی۔ مسیلمۃ الکذاب کو شکست دی۔ مانعین زکوٰۃ کے ساتھ جہاد کیا۔ منکرین کی سرکوبی کی۔ دمشق اور شام کے علاقے مکمل طور پر اسلام کے زیر نگین آ گئے۔ بیت المال میں سے صرف قوت لایموت لیتے۔ کفن کے لیے وصیت کی کہ نئے کپڑے نہ خریدنا۔ میرے انہی تن کے کپڑوں میں کفنا کر مجھے دفن کر دینا۔ وفات کے وقت ان کے گھر کوئی چیز نہ تھی

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر فی الجنۃ (جامع صغیر ص۵۹/۲ صحیح) حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمرؓ کو کہا صحبت رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وھو عنك راض آپ رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور وہ آپ رضی سے راضی تھے (معجم کبیر للطبرانی ص۲۰۲ ج۱۲) آپ کے ہی مطالبہ پر شراب جیسی نجس چیز حرام ہوئی (کتب تفسیر) آپ ہی کے مطالبہ پر آپ کی رائے کے مطابق ۱۷ احکام اترے (الحاوی للفتاوی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ تعالیٰ جعل الحق علی لسان عمر نیز فرمایا عمر بن الخطاب سراج اھل الجنۃ (جامع صغیر ص۶۵) نیز فرمایا عمر معی وانا مع عمر والحق بعدی مع عمر حیث کان (〃) نیز فرمایا فان یك فی امتی احد منھم محدثین فھو عمر بن الخطاب (〃 ص۱۴۴ صحیح) نیز فرمایا ارفق امتی لامتی عمر بن الخطاب (معجم صغیر طبرانی ص۲۰۱)

آپ مکہ میں ۷ سال اور مدینہ میں ۱۰ سال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ ۲۷ غزوات میں نبی کریم ؐ کے ہم سفر رہے۔ خانہ کعبہ میں اسلام کا نام سب سے پہلے انہوں نے بلند کیا۔ ۲۲ لاکھ مربع میل پر خلافت کی۔ آپ کے دور میں ۱۰۳۶ علاقے فتح ہوئے ۹۰۰ جامع مسجدیں ۴۰۰۰ عام مساجد تعمیر ہوئیں۔ ۴۰۰۰ کنیسے ویران کیے۔ قیصر وکسریٰ کی دو عظیم سلطنتیں ختم کیں۔ عراق، ایران، روم، ترکستان و دیگر بلادِ عجم پر اسلامی عدل کا پرچم لہرایا۔ فوجی ڈسپلن قائم کی۔ لشکر بنائے۔ قیصر وکسریٰ کی ہیبت اور رعب جو لوگوں کے سینوں میں تھی، اسے دُور کیا۔ آپ کے بعد جو خلفاء نے جہاد کیے اور ممالک فتح کیے، وہ سب فاروقی قائم کردہ بنیادوں پر ہی ہو سکے۔ وہ حضرت عمرؓ ہی تھے جنہوں نے سنہ ہجری لکھنے کا رواج ڈالا۔ بیت المال مقرر کیا۔ دفتر قائم کیے۔ لشکریوں کے وظائف مقرر کیے۔ مصر اور مدینہ میں غلہ کی درآمد کی۔ حدود و تعزیرات قائم کرنے کے لیے دِرّہ استعمال کیا۔ ہجو گوئی کو جرم قرار دیا۔ ہرمز شاہِ اہواز حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ دمشق۔ بعلبک۔ حمص، انطاکیہ۔ اہواز۔ موصل۔ طوس۔ تستر۔

مصر- آذربئیجان- نہاوند- دینور- ہمدان- طرابلس- جرجان- حلب- اصفہان
کوفہ اصطخر وغیرہ ممالک فتح ہوئے - ۱۹۰۰ منبر خطبۂ جمعہ کے لیے رکھے-
سوادِ عراق پر جزیہ و خراج ڈالا- مسلمانوں میں بلحاظ مراتب کے عطایا بانٹے-

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ تعالیٰ غیور یحب الغیور وان عمر غیور (جامع صغیر ص۷۶) اللہ غیور ہے غیور کو محبوب رکھتا ہے عمر بھی بڑا غیرت مند ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عثمان فی الجنۃ (جامع صغیر ص۵۹/۲ صحیح) وابن عساکر عن جابر صحیح جامع صغیر ص۵۷/۲) نیز فرمایا عثمان حیی تستحیی منہ الملائکۃ (ابن عساکر عن ابی ہریرہ- جامع صغیر ص۵۷) عثمان اس قدر باحیا ہے کہ فرشتے بھی اس سے حیا کرتے ہیں- نیز فرمایا عثمان احیٰی امتی واکرمہا (عن ابن عمر- جامع صغیر ص۱۲۴/۲) اصدق امتی حیاء عثمان (معجم صغیر ص۲۰۱)

جنگ بدر کے سوا آپ سب غزوات میں نبی ؐ کے ہمسفر رہے- بدر میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت میں نبی ؐ کے حکم و اذن سے مصروف رہے- ۴۴ لاکھ مربع میل پر خلافت کی- بیر رومہ رقم خطیر کے ساتھ یہود سے خرید کر مسلمین کے لیے وقف کر دیا- مسجد نبوی کی توسیع کے لیے مزید زمین خرید کر وقف کر دی- قرآن مجید کی اشاعت تمام صوبوں میں کی- ان میں جذبۂ اشاعتِ اسلام بہت تھا- مسلمانوں میں خوشحالی پیدا کی- قرآن و حدیث کی روایت میں اور صفات حلم و حیا و سخا میں حصۂ وافر رکھتے تھے اور مناسک میں بڑے ماہر تھے- آدم ؑ سے اب تک کسی کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں سوائے عثمان رضؓ کے نہیں رہیں- حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اول اول حضرت عثمانؓ نے مع اہل و عیال کے ہجرتِ حبشہ کے بارے یہ ارشاد ہوا-

خراسان، طوس، نیشاپور، ہرات، شیراز، اور ایران کے دیگر باقی ماندہ

علاقے، اسکندریہ، اذربیجان، افریقی ممالک، جزیرۂ قبرص، اور کئی بڑی
بڑی حکومتیں اسلام کے سائے میں آگئیں۔ سواحل روم تا قسطنطنیہ، بلاد ارمینیہ،

اب اسلام کے ایسے اعلام اور ستونوں کو سب بکنا اور اس کو کارِ ثواب سمجھنا
یہ مسلمان کا شیوہ نہیں بلکہ مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے تو قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ (پارہ ۷ آخر رکوع) غیر اللہ کو پکارنے والے مشرکوں کو بھی گالی نہ دو اور ان کے باطل معبودوں کو بھی گالی نہ دو۔ نیز نبی ﷺ نے فرمایا لا تسبوا الشیطٰن وتعوذوا باللہ من شرہ یعنی شیطان کو بھی گالی نہ دو بلکہ کہو کہ اس کے شر سے ہم اللہ کی پناہ میں آتے ہیں (جامع صغیر ص ۱۹۹ ج ۲ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔

نیز فرمایا لا تسبوا ماعزا (طبرانی۔ جامع صغیر ص ۱۹۹ ج ۲ عن ابی الطفیل) یعنی ماعز اسلمی کو بھی گالی مت دو جن سے زنا کا صدور ہو گیا تھا۔

نیز فرمایا لا تسبوا الاموات (معجم طبرانی اوسط ص ۱۱۷ ج ۲ وجامع صغیر ص ۱۹۹ ج ۲ عن المغیرۃ بن شعبہ) یعنی مرے ہوؤں کو گالی مت دو۔ زید بن ارقم سے بھی اور اسی طرح جابر بن عبداللہ رض اور عائشہ صدیقہ رض سے بھی مروی ہے (جامع صغیر ص ۱۹۹ ج ۲)

نیز فرمایا من سب العرب فاولٰئک ہم المشرکین (بیہقی فی شعب الایمان جامع صغیر ص ۱۷۱ ج ۲ عن عمر رض) جو عرب مسلمین کو گالی دیں وہ مشرک ہیں۔

نیز آپ نے جابر بن سلیم ابو جری رض کو وصیت فرمائی تھی لا تسبن احدا (مشکوٰۃ ص ۱۶۹) یعنی کسی ایک کو گالی نہ دینا

نیز فرمایا سباب الموتی کالمشرف علی الہلکۃ (طبرانی۔ جامع صغیر ص ۲۹ ج ۲ عن عبداللہ بن عمرو) مرے ہوئے لوگوں کو گالی دینا ہلاکت کو جھانکنا ہے۔

نیز فرمایا لا تسبوا اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (عقیدہ طحاویہ ص ۵۲۹
عن ابن عباس رض) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کو سب مت کرو۔

نیز فرمایا لا تسبوا اصحابی (معجم اوسط طبرانی ص ۳۹۳/۱ عن ابی ہریرۃ رض) یعنی
میرے اصحاب رض کو گالی مت دو۔

نیز حضرت ابن عباس رض کو خطاب کر کے آپؐ نے فرمایا یا غلام ایاک و
سب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (معجم کبیر ص ۴۰۹/۱۱) اے لڑکے!
اپنے آپ کو اصحاب رسول اللہؐ کو سب کرنے سے بچا۔

نیز فرمایا لعن اللہ من سبّ اصحابی (طبرانی جامع صغیر ص ۲۹/۲ عن ابن عمر رض
اللہ تعالیٰ لعنت (اپنی رحمت سے دور) کرتا ہے ہر اس شخص کو جو میرے اصحاب کو سب کرتا ہے

نیز فرمایا لا تسبوا اصحابی فمن سبھم فعلیہ لعنۃ اللہ (بخاری و مسلم ص ۳۱/۱
والعقیدۃ الطحاویہ مع شرحہا ص ۵۲۹) عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ

نیز فرمایا اذا رأیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم
(ترمذی ص ۲۲۷ مشکوٰۃ ص ۵۵۴ و جامع صغیر ص ۲۶/۱ عن ابن عمر رض) جب تم ایسے لوگوں
کو دیکھو جو میرے اصحاب کو سب کر رہے ہوں تو تم کہو تمہارے شر پر لعنۃ اللہ ہو

نیز فرمایا فلا تسبوھم لعن اللہ من سبّھم (مسند ابی یعلی ص ۱۳۳/۳ عن جابر
بن عبد اللہ رض) پس ان (اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو گالی مت دو۔ جو
ان کو گالی دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرتا ہے۔

نیز فرمایا حب ابی بکر و عمر من الایمان و بغضھما کفر و حب الانصار من
الایمان و بغضھما کفر و حب العرب من الایمان و بغضھا کفر و من سبّ
اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ الخ (ابن عساکر عن جابر رض) ابوبکر و عمر کے ساتھ
پیار رکھنا ایمان کی جزء ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے اور انصار

کے ساتھ پیار رکھنا بھی ایمان کی جزء ہے اور ان کے ساتھ بغض رکھنا کفر ہے۔

اور ان عرب مسلمین کے ساتھ پیار رکھنا بھی ایمان کی اور ان کے ساتھ بغض کفر ہے

اور جو میرے اصحاب کو سب کرے گا سو اس پر اللہ کی لعنت

نیز فرمایا مَن سَبَّ عَلِيًّا فقد سَبَّنِي ومن سبني فقد سَبَّ الله (مسند احمد۔ حاکم۔ جامع صغیر ص۱۷۲ عن ام سلمۃ رضی اللہ عنہا یعنی جس نے حضرت علی رض کو گالی دی اس نے دراصل مجھے گالی دی اور جس نے مجھے گالی دی اس نے اللہ تعالیٰ کو گالی دی۔

مسند ابی یعلیٰ ص۳۴۲ کے حاشیہ میں ہے ھو حدیث متواتر کہ یہ متواتر حدیث ہے۔ اور صحابہ کرام رض کو گالی دینے والے اور گالی دینے کو بجائے جرم کے کارِ ثواب سمجھنے والے کو علماء کرام نے کافر کہا ہے

چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا من شتم احدا من اصحاب رسول الله صلے الله عليه وسلم ابا بكر او عمر او عثمان او معاوية او عمرو بن العاص فان قال كانوا على كفر وضلال قُتِلَ (نبراس شرح شرح العقائد النسفیة ص۵۵۱) اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر یا عمر یا عثمان یا معاویہ یا عمرو بن العاص وغیرہ میں سے کسی ایک کو سب وشتم کرے پھر اگر یوں کہے کہ یہ صحابہ کفر اور گمراہی پر تھے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔

قاضی عیاض مالکیؒ نے لکھا ہے نقطع بتكفير كل قائل قال قولا يتوصل به الى تضليل الامة وتكفير جميع الصحابة (كتاب الشفاء ص۲۸۶) یعنی ہم ہر اس قائل کو قطعی کافر کہتے ہیں جو ایسی بات کہتا ہے جس سے ساری امت محمدیہ کی تضلیل یا تمام صحابہ رض کی تکفیر لازم آئے۔

محمد بن یوسف فریابی سے سوال ہوا کہ جو شخص حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ

کو شتم کرے وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا وہ کافر ہے۔ پھر سوال ہُوا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے یا نہ؟ تو فرمایا نہ! (الصارم المسلول ص۵۷۵)

قاضی ابو یعلیٰ نے فرمایا تمام فقہاء کا یہی مذہب ہے کہ صحابہ کرامؓ کو جائز سمجھ کر گالی دینے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے (〃)

امام ابوزرعہؒ نے لکھا ہے: جب تُو دیکھے کہ کوئی شخص اصحاب رسولؐ میں سے کسی ایک کی تنقیص بیان کر رہا ہے تو سمجھ لے کہ وہ زندیق اور بے دین ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید برحق ہے اور رسول بھی برحق ہیں۔ اور جو کچھ بھی وہ لائے ہیں وہ بھی برحق ہے۔ اور یہ سارے کا سارا ہم تک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا کسی نے نہیں پہنچایا۔ تو جو شخص ان کی جرح کرتا ہے تو اس کا اصل مطلب ہے قرآن وسنت کو باطل قرار دینا۔ تو ایسا شخص اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اس کی جرح کی جائے اور اس پر زندقہ اور گمراہی کا حکم لگایا جائے اذا رأیت الرجل ینقص احداً من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم انہ زندیق و ذلك ان القرآن حق والرسول حق وما جاء بہ حق وما ادّی ذلك الینا کلا الا الصحابۃ رضی اللہ عنہم فمن جرحھم انما اراد ابطال الکتاب والسنۃ فیکون الجرح بہ الیق والحکم علیہ بالزندقۃ والضلالۃ اقوم واحق۔" (فتح المغیث ص۳۷۵ و مظاہر حق ص۵۷۸)

شیخ شبلی علیہ الرحمۃ نے فرمایا اس شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی ایمان نہیں جو اُن کے اصحاب کی توقیر و تعظیم نہیں کرتا ما اٰمن برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یوقر اصحابہ" (مکتوبات امام ربانی ص۴۶ مکتوب ۲۴)

اسی طرح سہل بن عبداللہ تستریؒ نے فرمایا (شمیم الریاض ص۵۸۴)

خلیفہ عباسی ہارون الرشیدؒ کی بات کا جواب دیتے ہوئے عمر بن حبیبؒ نے فرمایا کہ اس کلام میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپؐ کے تمام اس پیغام (قرآن وسنت) کی توہین ہے جو آپؐ (خدا پاک کی طرف سے ہم تک) لے کر آئے ہیں۔ جب آپؐ کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کذاب اور جھوٹے ہوئے تو شریعت سب ہی باطل ہوئی اور فرائض اور نماز روزہ طلاق نکاح اور حدود کے سب احکام مردود و نامقبول ٹھہرے۔ فیہ ازدراء علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعلی ماجاء بہ ، اذا کان اصحابہ کذابین فالشریعۃ باطلۃ والفرائض والاحکام فی الصلوٰۃ والصیام والطلاق والنکاح والحدود کلہ مردود غیر مقبول (تفسیر قرطبی ص ۲۹۹ ج ۱۶)

امام قرطبی نے لکھا ہے کہ جو کسی صحابی کو جھوٹا کہتا ہے تو وہ شریعت (دین اسلام) سے خارج ہے۔ قرآن کو باطل قرار دینے والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کرنے والا ہے فمن نسبہ اوواحدًا من الصحابۃ الی کذب فھو خارج عن الشریعۃ مبطل للقرآن طاعن علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (تفسیر قرطبی ص ۲۹۸ ج ۱۶)

علامہ تفتازانیؒ نے لکھا ہے: صحابہؓ کو گالی دینا اور ان کو مطعون کرنا کفر ہے الطعن فیھم ان کان مما یخالف الادلۃ القطعیۃ فکفر (شرح العقائد النسفیہ ص ۱۲۶)

امام ربانیؒ نے فرمایا اس میں شک نہیں کہ شیخین (ابوبکر وعمر) اکابر صحابہؓ میں سے ہیں بلکہ ان سب سے افضل ہیں پس ان کی تکفیر بلکہ ان کی تنقیص موجب کفر وضلالت وبے دینی ہے۔ وشک نیست کہ شیخین از اکابر صحابہؓ اند بلکہ افضل ایشان۔ پس تکفیر بلکہ تنقیص ایشان موجب کفر و زندقہ وضلالت باشد کما لا یخفی (مکتوبات ص ۳۱)

مولانا ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے لکھا ہے (شیعہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکر وعمر اور جملہ اصحاب مرتد ہوگئے، یہ صریح کفر ہے اور بشیاء

آیاتِ قرآن کا انکار جو کہ صریح ہیں کہ صحابہ رضؓ کا خاتمہ بالخیر ہوا (ترجمہ السیف المسلول ص۱۹۰)

مالابدمنہ ص۱۲۴ میں لکھا از سبِّ شیخین کافر شود۔

مصنف اتحاف نے لکھا جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی کو گالی دے اور شیخین یا ان میں سے ایک کو سبّ بکے وہ کافر ہے اس کی توبہ دنیا و آخرت میں مقبول نہیں کافر تاب فتوبتہ مقبولۃ فی الدنیا والآخرۃ الاجماعۃ الکافر بسبّ النبیؐ وسائر الانبیاء وبسبّ الشیخین او احدھما (ص۱۸۶/۱ اتحاف البصائر والابصار مطبوعہ مصر)

شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ عزی تمرتاشی رحؒ نے بھی یہی فتویٰ دیا اور فتاویٰ خیریہ مطبوعہ مصر ص۹۴/۱ و ص۹۵/۱ میں بھی یہی مسئلہ ہے

نظم الفرائد منظومہ علامہ ابن وہبان مع حاشیہ مطبوعہ مصر ص۳۲ میں ہے

؎ ومن لعن الشیخین او سبّ، کافرٌ ؎

علامہ شرنبلالی رحؒ نے تیسیر المقاصد شرح وہبانیہ کی کتاب السیر میں لکھا ہے الرافضی اذا سبّ ابابکرؓ و عمرؓ ولعنہما یکون کافراً۔ اور اسی طرح طحطاوی نے حاشیہ درمختار مطبوعہ مصر ص۲۴۴/۱ میں لکھا

ابن نجیم نے اشباہ والنظائر فن ثانی کتاب السیر ص۲۶۳ مطبوعہ ہند میں لکھا ہے سبّ الشیخین ولعنھما کفر......

تنویر الابصار متن درمختار مطبوعہ مطبع ہاشمی ص۳۱۹ میں ہے کل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولۃ الا الکافر لسبّ النبیؐ او الشیخین او احدھما۔

عقود الدریہ مطبوعہ مصر ص۹۲/۱ و ۹۳ میں الروافض کفرۃ جمعوا بین اصناف الکفر منھا انھم ینکرون خلافۃ الشیخین ومنھا انھم یسبّون الشیخین سود اللہ وجوھھم فی الدارین فمن اتصف بواحد من ھذہ الامور

فہو کافر رافضی کافر ہیں ان میں کفر کے کئی اصناف جمع ہیں ایک تو وہ شیخین
کی خلافت کے منکر ہیں دوسرے شیخین کو سب بکتے ہیں دونوں جہانوں
میں اللہ تعالیٰ ان کے چہرے سیاہ کرے تو جس شخص میں ان باتوں میں سے
ایک بات بھی پائی گئی تو وہ کافر ہے۔

صدر الشہید نے بھی یہی لکھا: من سبّ الشیخین او لعنھما کفر۔
اسی طرح جو اُن کی خلافت کا انکار کرے اس پر علماء نے فتویٰ لگایا مثلاً
علامہ احمد شلبیؒ نے حاشیۃ التبیین مطبوعہ مصر ص ۱۳۵ میں لکھا ہے وان انکر
خلافۃ الصدیق رضؓ او عمرؓ فہو کافر

امام کردریؒ نے الوجیز مطبوعہ مصر ص ۳۱۸ میں لکھا من انکر خلافۃ ابی بکر
فہو کافر فی الصحیح ومن انکر خلافۃ عمرؓ فہو کافر فی الاصح
مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر مطبوعہ قسطنطینیہ ص ۱۰۵ میں ہے وان انکر خلافۃ
الصدیق فہو کافر نیز ص ۶۳۱ میں ہے یکفر بانکارہ صحبۃ ابی بکر و بانکارہ
امامتہ رضی اللہ علی الصحیح و بانکارہ صحبۃ عمر رضؓ علی الاصح
بحر الرائق مطبوعہ مصر ص ۱۳۱ میں بھی بعینہ یہی عبارت مرقوم ہے
مراقی الفلاح مطبوعہ مصر ص ۱۹۵ کے حاشیہ میں طحطاویؒ نے لکھا ہے ان
انکر خلافۃ الصدیق کفر۔

طحطاوی نے حاشیہ درمختار مطبوعہ مصر ص ۲۴۴ میں بھی یہی لکھا اور
درمختار مطبوعہ ہاشمی ص ۶۴ میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔ اور
خزانۃ المفتین میں بھی یہی عبارت ہے۔

علامہ کمال ابن ہمام رہ نے بھی فتح القدیر ص ۳۰۴ میں بھی اسی طرح لکھا۔
خلاصۃ الفتاویٰ ص ۳۸۱ میں بھی یہی لکھا الرافضی ان کان یسب الشیخین

ویلعنهما (العیاذ باللہ) فهو کافر

فتاوٰی بزازیہ میں بھی یہی عبارت ہے۔

فتاوٰی غرائب قلمی ورق ۱۳۳ میں بھی یہی عبارت ہے

فتاوٰی عالمگیری کے ۵۰۰ مؤلفین علماء عہد سلطان اورنگ زیب عالمگیر۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے یہی عبارت لکھ کر اس پر مہر تصدیق وتصویب ثبت فرمائی۔

تحفۃ الاخوان ص۵۲ میں بھی یہی عبارت لکھی۔

علامہ سید ابن عابدین شامیؒ نے لکھا نعم لاشک فی تکفیر من...... انکر صحبۃ الصدیق (ردالمحتار ص۲۹۴ ج۲)

ابن حجر ہیتمیؒ نے لکھا ہے صحابہ کرام کو کافر کہنا بھی کفر کی انواع میں سے ایک نوع ہے من انواع الکفر.... تکفیر الصحابۃ (کتاب الزواجر ص۲۲ ج۲)

امام ابوجعفر طحاویؒ نے فرمایا صحابہ کرام کے ساتھ بغض رکھنا کفر و نفاق و طغیان ہے وبغضهم کفر و نفاق وطغیان (العقیدۃ الطحاویہ مع شرحها ص۵۲۸)

التنویر کے حوالے سے تحفۃ الاخوان ص۵۲ میں لکھا ہے ان الکافر بسب الشیخین اواحدهما لاتقبل توبتہ

علامہ دبوسی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح فرمایا ہے

اور فقیہ ابوالیلث سمرقندی نے یہی فرمایا

اور واقعات المفتین میں بھی اسی طرح لکھا ہے۔

فتاوٰی برہنہ میں ص۱۶ ہے پس سب شان کفر باشد۔

حاشیہ تحفۃ الاخوان ص۵۳ میں ہے جس کا یہ عقیدہ ہو کہ سب صحابہ کرامؓ مباح ہے یا اس پہ ثواب مرتب ہوتا ہے یا یہ عقیدہ رکھے کہ صحابہ کرامؓ نے کفر کیا

...... تو ایسا شخص بالاجماع کافر ہے اذا اعتقد انه (سب الشیخین) مباح کما علیه بعض الشیعة واصحابهم او یترتب علیه ثواب کما هو دأب کلامهم او اعتقد کفر الصحابة..... فانه کافر بالاجماع ولا یلتفت الی خلاف مخالفیهم فی مقام النزاع۔

علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ نے اپنے فتاوٰی میں لکھا ہے کہ "فتاوٰی بدیعیہ میں ہے جو حضرت ابوبکر صدیق رض کی امامت کا انکار کرے وہ کافر ہے...... اسی طرح جو حضرت عمر رض کی خلافت کا انکار کرے وہ بھی کافر ہے وفی الفتاوی البدیعیة من انکر امامة ابی بکر رض فهو کافر....... وکذالك من انکر خلافة عمر رض (تحفة الاخوان ص۴۹)

امام ابویحییٰ زکریا الانصاری الشافعی رحمہ اللہ نے شرح روض الطالب من اسنی المطالب ص۱۱۹/۴ میں لکھا ہے کہ جو صحابہ کرام رض کو کافر کہے وہ کافر ہے، فمن...... کفر الصحابة...... کفر۔

عبداللہ بن عبدالعزیز العنقری الحنبلی نے الروض المربع کی شرح ص۳۴۱/۳ میں لکھا جو تمام صحابہ کرام رض کو یا ان میں سے کسی ایک کو سبّ کرے..... تو اس کے کفر میں کچھ شک نہیں ہے بلکہ جو شخص اس کے کافر کہنے میں توقف کرے تو اس کے کفر میں بھی کچھ شک نہیں و من سبّ الصحابة او واحداً منهم....... فلا شكّ فی کفر هذا. بل لا شك فی کفر من توقّف فی تکفیره۔

حضرت شاہ اہل اللہ برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ "چہار باب" ص۳ میں لکھا ہے" نہ ہے حماقتِ فرقہ ہائے ضالّہ کہ سبّ اصحابؓ ولعنِ احبابؓ را کیشِ خود قرار دادہ امیدوار اجرِ جزیل می باشند۔ وعداوتِ احباءِ رسول ﷺ را موجب ثوابِ جمیل می شناسند۔

ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صہ میں لکھا ہے رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ اکثر صحابہ رض کافر تھے اس لیے وہ سب بالاجماع کافر ہیں۔ اس میں کسی کا کوئی نزاع نہیں ہے۔

نیز یہ لوگ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گالی دیتے ہیں۔ چنانچہ شیعہ مجتہد محمد حسین ڈھکو مقیم سرگودہا نے اپنی کتاب تجلیاتِ صداقت ص۲۷۸ میں لکھا ہے: "باقی رہا مؤلف کا یہ کہنا کہ عائشہ مومنوں کی ماں ہے۔ ہم نے ان کے ماں ہونے کا انکار کب کیا ہے؟ مگر اس سے ان کا مؤمنہ ہونا تو ثابت نہیں ہوتا۔ ماں ہونا اور ہے اور مومنہ ہونا اور ہے۔

شیعہ مؤلف حق الیقین نے حق الیقین ص۵۰۰ میں لکھا ہے ان دونوں (عائشہ و حفصہ) منافقات نے اس بارے میں اتفاق کیا کہ حضور ؐ کو زہر دے کر شہید کر دیا جائے۔

اور ص۳۴۷ میں ہے کہ "امام مہدی عائشہ کو زندہ کرے گا اس پہ حد جاری کریگا اور فاطمہ کا بدلہ لے گا۔ نوٹ: مارنا جلانا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت مختصہ ہے)

حیات القلوب ص۸۷۰ میں ہے عائشہ و حفصہ آں حضرت را بہ زہر شہید کردند۔

تذکرۃ الائمہ ص۶۶ میں لکھا "عائشہ غدارہ"

حیات القلوب میں لکھا آں دو منافقہ۔ عائشہ ملعونہ۔

ضمیمہ حاشیہ ترجمہ مقبول احمد پارہ ۴ آل عمران ص۱۳۴ میں ہے کہ خدا ان (عائشہ و حفصہ) پہ اور ان کے باپوں (ابوبکر و عمر) پر لعنت کرے۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے پارہ ۲۱ سورۂ احزاب رکوع ۱ میں فرمایا وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ یعنی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں وجوب تعظیم و احترام کے لحاظ سے مومنوں کی مائیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الجنۃ تحت اقدام امہاتکم جنت تو تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ ماں کی

خدمت ہی سے جنت ملتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا تقل لھما اف ولا تنھرھما
وقل لھما قولا کریما ان (والدین) سے ہُوں بھی نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور
ان سے ادب کے ساتھ بات چیت کرنا واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ
وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا اور ان کے سامنے محبت سے انکسار کے
ساتھ جھکے رہنا اور کہتے رہنا کہ اے میرے پروردگار ان پہ رحمت فرما جیسا کہ
انہوں نے مجھے بچپن میں پالا پرورش کیا۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَلْعُونٌ مَنْ سَبَّ اَبَاہُ مَلْعُونٌ
مَنْ سَبَّ اُمَّہٗ (جامع صغیر ص۱۵۵ ج۲ عن ابن عباس رضؓ) اپنے باپ کو جو گالی دے
وہ بھی ملعون اور جو اپنی ماں کو گالی دے وہ بھی ملعون ہے

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المؤمنات
لعنوا فی الدنیا والآخرۃ ولھم عذاب عظیم جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاکدامن
بے خبر ایمان والیوں کو اُن پر دنیا و آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔
اور اس آیت کا مصداق اولاً و بالذات حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
و دیگر امہات المؤمنات والمؤمنین ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا اور
ضحاک، ابو الجوزاء، سلمہ بن نشیط، عوفی نے بھی یہی فرمایا۔ ویسے لفظ کے اعتبار سے
سب عفیفہ صالحہ مومنہ کو شامل ہے اور

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اجتنبوا
السبع الموبقات (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ ص۱۷) مہلک سات چیزوں سے بچو شرک باللہ۔ جادو۔
کسی جان کو ناحق مارنا۔ سود خوری۔ یتیم کا مال کھانا۔ لڑائی کے دن کافروں سے
پیٹھ پھیرنا۔ اور محصنہ غافلہ مومنہ عورتوں کو زنا کی تہمت لگانا (مسلم۔ بخاری)
حضرت حذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محصنہ

عورت کو قذف کرنا اسّی برس کے اعمال کو ڈھا دیتا ہے (طبرانی)

اسی لیے علماء کرام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پہ بہتان باندھنے والے کو کافر کہا۔ چنانچہ

ردالمحتار ص۲۹۴/۲ ص۳۲۶/۳ میں ہے نعم لاشك فی تكفیر من قذف السیدة عائشة ہاں بیشک حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہ بہتان باندھنے والے کے کفر میں کچھ شک نہیں ہے۔

شرح عقائد نسفیہ ص۱۴۶ اور

نبراس ص۵۵۰ میں ہے صحابہ کو گالی دینا اور مطعون کرنا کفر ہے جیسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو قذف کرنا

اسی طرح فتاویٰ برہنہ ص۱۶ میں ہے

فتاویٰ غرائب ص۲ ورق ۲۳۸ قلمی میں ہے قذف نسوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستحق اللعنة نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو قذف کرنے والا لعنت کا مستحق ہے

اسنی المطالب ص۱۱۹/۴ میں ابویحییٰ زکریا انصاری شافعی نے لکھا ہے او قذف عائشة رض کفر یا حضرت عائشہ رض کو گالی دی تو کافر ہو گیا

ابن حجر ہیثمی نے کتاب الزواجر ص۲۳، ۲۴ میں لکھا من انواع الکفر ... ... قذف عائشة کفر کے اقسام میں سے ایک قذف عائشہ ہے۔

ملا احمد اللہ پشاوری نے تحفة الاخوان فی التفرقة بین الکفر و بین الایمان ص۵۳ میں لکھا ہے لاشك فی تكفیر من قذف السیدة عائشة رض۔

فتاویٰ بزازیہ ص۳۱۹/۳ میں ہے یجب اکفارهم باکفار عثمان و علی و طلحة والزبیر و عائشة رافضیوں کو، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عائشہ کو کافر کہنے کی وجہ

سے کافر کہنا واجب اور ضروری ہے۔

ابراہیم حلبی کبیر نے غنیہ شرح منیہ مطبوعہ قسطنطنیہ ص۵۱۴ میں لکھا ہے وکذا

من یقذف الصدیقۃ اسی طرح کافر ہے جو حضرت صدیقہ کو قذف کرے

طحطاوی نے مراقی الفلاح مطبوعہ مصر کے حاشیہ ص۱۹۵ میں لکھا ہے او

لیقذف الصدیقۃ یا حضرت صدیقہ کو قذف کرے تو وہ بھی کافر ہے۔

انوکھی بات

آپ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان واجب الاذعان پڑھ لیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جس نے سب کیا در اصل اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کیا اور جس نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کیا اس نے اللہ کو سب کیا

اب آئیے شیعوں کے مذہب کی معتمد علیہ کتاب کافی کلینی کا ص۲۱۹ ج۲ مطبوعہ ایران پڑھ کر دیکھیں۔ اور فیصلہ خود کریں۔ عبارت یہ ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ کی جامع مسجد کے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔

یاایھا الناس انکم ستدعون الیٰ سبی، فسبونی ثم تدعون الی البراء منی فلاتبرأ وامنی۔ یعنی لوگو! تمہیں کہا جائیگا کہ مجھے گالی دو۔ تو تم مجھے گالی دے دینا۔ پھر تمہیں مجھ سے تبرّا کرنے کو کہا جائے گا تو تم تبرّا نہ کرنا۔

نوٹ: یاد رہے کہ یہ وہ حالت نہیں جو حضرت عمار بن یاسر والی بیان کی گئی ہے جس سے اضطراری اور بے بسی کی حالت سمجھی جائے۔ صرف اتنا ہے کہ اگر تمہیں گالی دینے کو کہا جائے تو بیشک مجھے گالی دے لیا کرو

ادھر اہل سنت وجماعت جن کو اہل بیت کا دشمن کہا جاتا ہے ان کی حالت یہ ہے کہ ان کے ادنیٰ سے ادنیٰ فرد کی غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ خاکم بدہن اگر کوئی بے ایمان کہہ دے کہ علی مرتضیٰ کو سب کرو تو اس کی زبان کٹ تو سکتی ہے جل کر

راکھ تو ہو سکتی ہے مگر حضرت امام و خلیفہ علی رضی اللہ عنہ کے بارے گستاخانہ لفظ نہیں کہہ سکتا۔ یہ تو شیعانِ علی کا ہی دل گردہ ہے جو تقیہ کی آڑ لے کر حضرت علی جیسی عظیم ہستی کو بھی اپنے سب و شتم کرنے کا جواز نکال لیتے ہیں۔

نیز ان کا عقیدہ ہے کہ ائمہ پر بلکہ حضرت فاطمۃ الزہراء پر بھی وحی ہوتی رہی۔ چنانچہ پمفلٹ الدجل والکفر فی تصریحات الخمینی الاخیرہ میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔ بلکہ جبریلؑ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لاتے تھے اور ان کو آیندہ کے واقعات کا علم پہنچاتے تھے۔ حضرت علیؓ اس وحیِ فاطمہؓ کے کاتب تھے جس طرح کہ حضورؐ کی وحی لکھتے تھے۔

نیز لکھا ہے کہ حضرت جبریلؑ نے حضرت فاطمہؓ کو ایران کے حالات کے بارے میں بھی وحی کی۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی منقطع کر دی ہے۔ چنانچہ بعد از وفاتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ حضرت ام ایمنؓ کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ وہ رو رہی تھیں۔ صحابہ کرامؓ کے استفسار پر فرمایا قد علمت ان ما عند اللہ خیر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولکن ابکی علی ان خبر السماء قد انقطع (کنز العمال صفحہ ۴۵) یعنی میں بھی یہ بات سمجھتی ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ مقام عالی شان بہت بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ مگر میں روتی اس بات پر ہوں کہ آسمان سے خیر و برکت کی جو خبریں آیا کرتی تھیں، ان کا سلسلہ اب منقطع ہو چکا ہے۔

اسی لیے علماء اہلِ حق نے لکھا ہے کہ جو یہ دعویٰ کرے کہ مجھ پر وحی اترتی ہے وہ کافر ہو گیا۔ چنانچہ

ابن حجر ہیتمی رح نے کتاب الزواجر ص۲۳ میں لکھا ہے لمن انواع الکفر والشرک ان..... یقول...... انہ یوحی الیہ وان لم یدع النبوۃ یعنی کفر و شرک کے انواع میں سے ایک یہ بات بھی ہے کہ یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے اگرچہ نبوۃ کا دعوٰی نہ بھی کرے۔ پھر بھی کافر ہو جاتا ہے۔

اسی طرح الاعلام بقواطع الاسلام ص۱۳۲ میں بھی مرقوم ہے۔

فتاویٰ ابن حجر مکی شافعی میں ہے من اعتقد وحیاً بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کفر باجماع المسلمین جو شخص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی پر وحی آنے کا عقیدہ رکھے تو تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ وہ کافر ہے

ابن حجر کنانی عسقلانی رح نے فتح الباری شرح بخاری میں ابو یعلیٰ کے حوالے سے حضرت انس رض کی روایت نقل فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا نبی ولا رسول بعدی رسالت اور نبوت کا سلسلہ اب منقطع ہو چکا ہے اس لیے میرے بعد نہ کوئی نبی ہو گا اور نہ رسول۔

نسائی ص۔ الریاض النضرۃ ص۹۸ و تاریخ الخلفاء ص۹۴ میں حضرت خلیفہ بلا فصل امام اعظم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان منقول ہے آپ رض نے فرمایا قد انقطع الوحی وتم الدین أ ینقص و انا حیّ وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے اور دین تمام اور مکمل ہو چکا۔ بھلا میرے جیتے جی اس میں نقصان آسکتا ہے؟

بخاری ص۳۶۰ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقولہ منقول ہے آپ رض نے فرمایا انّ اناساً کانوا یاخذون بالوحی فی عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وان الوحیَ قد انقطع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تو لوگ حضور ص سے وحی اخذ کر لیا کرتے تھے اور اب تو وحی کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔

کنز العمال ضم ۵ میں ابو اسماعیل ہروی محدث کی کتاب دلائل التوحید

کے حوالے سے لکھا الیوم فقدنا الوحی و من عند اللہ الکلام آج کل تو ہم نے وحی کو مفقود پایا اور کلام تو خدا کے پاس سے ہمارے ہاں موجود ہی ہے۔

المواہب اللدنیہ ص۲۵۹ ج۲ میں قرطبی کا قول نقل ہے لان بموت النبی انقطع الوحی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوتے ہی وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا،

نیز ان کا عقیدہ ہے کہ ائمہ معصوم ہیں اور ائمہ کو رسولوں سے بڑا درجہ دیتے ہیں

چنانچہ الولایۃ التکوینیہ ص۵۲ میں خمینی نے لکھا ہے وان من ضروریات مذھبنا ان لائمتنا مقاماً لایبلغہ ملک مقرب ولا نبی مرسل یعنی ہم شیعہ کا بنیادی عقیدہ ہے کہ ہمارے ائمہ کے مقام کو نہ تو کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نبی نہ رسول

اصول کافی ص۱۲۱ و ص۱۲۲ میں ہے الامام المطھر من الذنوب والمبرأ من العیوب یعنی امام ہر طرح کے گناہوں اور عیوب سے پاک اور مبرأ ہوتا ہے۔

نیز لکھا فھو معصوم مؤید موفق مسدد قد امن من الخلل والزلل والعثار یخصہ اللہ بذلک لیکون حجۃ علی عبادہ و شاھد علی خلقہ وہ معصوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و توفیق اس کے ساتھ ہوتی ہے اللہ اس کو سیدھا رکھتا ہے۔ وہ غلطی بھول چوک اور لغزش سے محفوظ و مامون ہوتا ہے اللہ تعالیٰ معصومیت کی اس نعمت کے ساتھ اس کو مخصوص کرتا ہے تاکہ وہ اس کے بندوں پر اس کی حجت ہو اور اس کی مخلوق پر شاہد ہو۔

حیاۃ القلوب ص۱۰ میں ہے امامت بالاتر از مرتبہ پیغمبری است۔

حالانکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو تمام جہان والوں پر اللہ تعالیٰ نے فضیلت بخشی ہے جیسے انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر (پارہ ۷ رکوع) فرما کر فرمایا

وکلا فضلنا علی العالمین ہم نے ان سب انبیاء کرام میں سے ہر ایک کو تمام
جہاں والوں پر فضیلت دی ہے۔

نیز فرمایا انا اخلصناہم بخالصۃ ذکری الدار وانہم عندنا لمن
المصطفین الاخیار ہم نے ان کو ایک خاص بات کے ساتھ مخصوص کیا تھا
یعنی آخرت ہی کے ذکر اور رجعت ہی کے لیے ان کو مخصوص کیا اور یہ بندے بے شک
ہمارے ہاں منتخب اور سب سے اچھے اور نیک لوگوں میں سے ہیں۔ ف یعنی اللہ نے ان کو
ازل ہی سے نیک بندوں میں برگزیدہ فرمایا۔

امام رازی و دیگر علماء محققین نے کہا ہے کہ اس آیت میں صریح دلیل ہے
کہ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں (مواہب الرحمن ص ۱۹۲ / ۲۳)
اور عبد الشکور سالمی نے کتاب التمہید ص ۱۷۳ میں لکھا ہے وجوب العصمۃ
من خصائص اوصاف النبوۃ عصمت نبوۃ کا خاصہ ہے
اسی طرح حاشیہ مسامرہ ص ۲۲۱ میں ہے العصمۃ من خواص النبوۃ
عصمت نبوۃ کا خاصّہ ہے اور خاصّہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مایوجد فیہ
ولا یوجد فی غیرہ (حاشیہ الیساغوجی) یعنی صرف اسی چیز میں موجود ہو جس کا
وہ خاصہ ہے۔ اس کے سوا کسی دوسری چیز میں موجود نہ ہو۔

اب اگر کافی کلینی کی بات مانیں کہ ائمہ اثنا عشر معصوم ہیں تو ان کو
نبی ماننا پڑے گا حالانکہ قرآن پاک کی نص ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اور ختم نبوۃ کا منکر کافر ہے
کتاب التمہید ص ۱۷۴ میں عبد الشکور سالمی نے لکھا ہے من یری الوحی و
النبوۃ لاحد بعد محمد صلے اللہ علیہ وسلم غیر عیسےٰ بن مریم فانہ یصیر کافراً
جس کا عقیدہ ہو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سوائے عیسیٰ بن مریم کسی کے بارے میں

وحی اترنے یا نبی ہونے کا، تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

اور یہ بھی کہا کہ اللہ یا جبرئیل کی طرف سے امام کا لوگوں کو تعلیم دینا امام کے حق میں نبوۃ ثابت کرنا ہے کیونکہ اللہ یا جبرئیل کی تعلیم ہی تو وحی کہلاتی ہے تعلیم الامام من اللہ او من جبرئیل یوجب النبوۃ لان تعلیم اللہ او تعلیم جبرئیل یکون وحیاً؛

اور اس بات پر سب امت کا اجماع ہے کہ انبیاء افضل ہیں اولیاء سے دیکھو شرح مقاصد علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کی تالیف ص ۳۵/۲

اسی طرح علامہ برکوی رحمہ اللہ نے طریقہ محمدیہ میں لکھا ہے

اور علامہ تفتازانی رحمہ اللہ نے شرح عقائد نسفیہ میں اسی طرح لکھا ہے

اور علمائے کرام نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ ولی افضل ہوتا ہے نبی سے وہ کافر ہے۔ چنانچہ

منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر مطبع حنفی ہند ص ۱۲۶ میں ہے " ما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبی کفر و ضلالۃ والحاد و جہالۃ بعض کرامیہ سے جو منقول ہے کہ نبی سے ولی افضل ہو سکتا ہے یہ کفر اور گمراہی ہے اور بے دینی اور جہالت ہے

طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ ص ۲۱۵ میں ہے تفضیل الولی علی النبی مرسلاً کان او لا کفر و ضلال کیف وھو تحقیر النبی بالنسبۃ الی الولی وخرق للاجماع حیث اجمع المسلمون علی فضیلۃ النبی علی الولی یعنی ولی کو نبی پر فضیلت دینا خواہ وہ نبی رسول ہو یا رسول نہ ہو، کفر اور گمراہی ہے۔ یہ عقیدہ کیونکر کفر اور گمراہی نہ ہو جب کہ ولی کو نبی پر فضیلت دینے میں نبی کی توہین ہے۔ پھر ولی کا نبی پر فضیلت دینے کا عقیدہ اجماع امت

کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کو
ولی وغیرہ سب پر فضیلت ہے۔

ارشاد الباری شرح صحیح البخاری ص ۱۴۵ میں ہے النبیؐ افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر لانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ ولی سے نبی افضل ہوتا ہے اور یہ عقیدہ قطعی اور یقینی ہے۔ اور جو شخص اس عقیدہ کے مخالف عقیدہ رکھتا ہے وہ کافر ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ تو شریعت کا بدیہی معلوم اور یقینی ہے

شرح الشفاء مطبوعہ قسطنطنیہ ص ۲/۵۲۶ میں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے لکھا ہے
قولھم (غلاۃ الرفضۃ) ان الائمۃ افضل من الانبیاء ھٰذا کفر صریح
غالی رافضیوں کا کہنا کہ ائمہ انبیاء سے افضل ہیں یہ صریح کفر ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ ص ۱۱/۲۷۳ میں بھی ملا علی قاریؒ نے اسی طرح لکھا ہے۔

اور الاعلام بقواطع الاسلام ص ۲/۱۳۳ میں ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ نے لکھا ہے
او قال: الائمۃ افضل من الانبیاء۔ یعنی ائمہ کو انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل کہنے سے بھی بندہ کافر ہو جاتا ہے۔

نیز ان شیعہ کا عقیدہ ہے کہ ائمہ تمام ماکان و مایکون (جو کچھ ہو چکا، اور جو کچھ آئندہ ہوگا) کا علم رکھتے ہیں چنانچہ

کافی کلینی ص ۱/۲۶۱ میں باب منعقد کیا باب ان الائمۃ علیھم السلام
یعلمون ماکان و مایکون وانہ لایخفی علیھم شئ صلوات اللہ علیھم
یعنی اس باب میں بیان ہے اس بات کا کہ ائمہ علیہم السلام تمام وہ کچھ جانتے

ہیں جو ہو چکا اور جو آئندہ ہو گا نیز اس بات کا بیان ہے کہ ان ائمہ علیہم السلام پر کوئی ایک چیز بھی مخفی نہیں ہے۔

پھر حضرت سیدنا جعفر صادق رحمۃ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جعفر صادق نے کہا انی اعلم منھما یعنی حضرت موسیٰؑ اور خضر ان دونوں سے میں زیادہ جانتا ہوں

پھر ص۲۵۵ میں باب منعقد کیا باب ان الائمۃ یعلمون جمیع العلوم التی خرجت الی الملئکۃ والانبیاء والرسل علیہم السلام یعنی ائمہ علیہم السلام ان تمام علوم کے عالم ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں اور انبیاء و رسل علیہم السلام کو عطاء ہوئے ہیں

اسی طرح اور بہت سے دعاوی ہیں جن کا ذکر موجب طوالتِ رسالہ ہے

حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے للہ غیب السموٰت والارض۔ انما الغیب للہ۔ قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ ۔ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو ۔ واللہ یعلم وانتم لا تعلمون وغیر ذلک من الآیات ان کا خلاصہ یہ ہے کہ علم غیب خاصہ ہے اللہ تعالیٰ کا

اور مالابد منہ کے مصنف قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ نے ارشاد الطالبین ص۱۹ میں لکھا ہے علم غیب مراد لیاء را گفتن کفر ست

شرح فقہ اکبر ص۱۸۵ میں ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے العلم بالغیب امر تفرد بہ سبحنہ ولا سبیل الیہ للعباد الا باعلام منہ والھام بطریقۃ المعجزۃ او الکرامۃ علم غیب خاصہ خدا تعالیٰ کا ہے بندوں کا علم غیب تک پہنچنے کا کوئی رستہ نہیں ہے بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ بطور معجزہ یا کرامت کے اپنے ہاں سے اس کو جتلا دے اور اس کے دل میں ڈال دے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ

کی طرف سے اس کو مل جائے گی تو پھر وہ غیب نہ رہیگا۔ جیسا کہ
فتاوٰی بزازیہ میں لکھا ہے لم یبق بعد الاطلاع غیبا یعنی جو
بات اطلاع پانے سے پہلے غیب تھی اب اطلاع پانے کے بعد غیب نہ رہی
کیونکہ غیب کی تعریف یہ ہے الخفی الذی لایدرکہ الحس ولا یقتضیہ
بداھۃ العقل خلاصہ یہ کہ جو چیز حواس خمسہ اور عقل سے باہر ہو۔ پھر جب
وہ چیز حس میں آگئی یا سمجھ میں آگئی اب وہ غیب نہ رہی بلکہ وہ شہادت ہو
گئی۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ کی صفۃ ہے عالم الغیب والشھادۃ

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اخبار الاخیار ص ۱۳۵ میں لکھا ہمہ دان غیر
علام الغیوب کسے نیست

مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ نے مجموعہ تصوف ص ۲۴ میں لکھا ہے
علم غیب اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں

اشباہ والنظائر مع شرح حموی الفن الثانی کتاب السیر والردۃ طبع ہند
ص ۲۶۵ میں ہے ویکفر بادعاء علم الغیب علم غیب کا دعوٰی کرنے سے انسان
کافر ہو جاتا ہے

مسامرہ وشرح فقہ اکبر ص ۱۸۵ میں ہے ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا
المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمھم اللہ احیانا۔ وذکر الحنفیۃ تصریحا
بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ
قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ

تفسیر مظہری ص ۳۷ میں ہے ما کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عالما بجمیع
اللغات۔

فتاوٰی قاضی خان ص ۲۲۸ میں ہے۔ بغیر گواہوں کے ایک آدمی ایک عورت

سے نکاح کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے خدا اور رسول کو گواہ کر لیا ہے۔ علماء نے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے کیونکہ عقیدہ اس کا یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیب دان ہیں حالانکہ جب آپ دنیا کے اندر زندوں میں تھے عیب دان نہ تھے پھر وفات کے بعد آپ عیب دان کیسے ؟

علامہ مفسر مہائی رحمتہ تبصیر الرحمٰن ص ۱۷۳ میں ہے ولکن الرسل لا یطلعون علی جمیع الغیوب لیبقی الاختصاص الالٰہی بحالہ لیکن رسول تمام امور غیب پر مطلع نہیں کیے جاتے تاکہ خصوصی صفت اللہ تعالیٰ کی برحال رہے۔ اس علاوہ بھی بے شمار حوالے ہیں

نیز ان کا عقیدہ ہے کہ ائمہ اپنی موت کا وقت بھی جانتے ہیں۔ اور ان کی ان کے اپنے اختیار میں ہوتی ہے۔ چنانچہ

اصول کافی مطبوعہ تہران ص ۱۵۸ میں باب منعقد کیا باب ان الائمۃ یعلمون متی یموتون۔ وانہم لا یموتون الا باختیار منہم یعنی ائمہ علیہم السلام جانتے ہیں کہ ان کی وفات کب ہوگی اور ان کی وفات ان کے اختیار ہی سے ہوتی ہے

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا یملکون لانفسہم ضرا ولا نفعا و لا یملکون موتا و لا حیوۃ ولا نشورا یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ انہوں نے جن جن کو سفارشی سمجھ رکھا ہے وہ خود اپنے لیے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی نفع کا اور نہ کسی کی موت کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی کی زندگی کا اور نہ کسی کے دوبارہ اٹھانے کا

نیز دوسری جگہ فرمایا وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس

باتی ارض تموت اور کوئی بھی نہیں جان سکتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا۔ اور نہ کوئی
یہ جان سکتا ہے کہ وہ کس زمین میں مرے گا ان الله علیم خبیر بیشک اللہ تعالیٰ
ہی ہے علم والا سب کی خبر رکھنے والا ہے
تو قرآن کی ایک آیت کا انکار بھی کفر ہے وما یجحد بآیاتنا الکافرون یعنی
ہماری آیتوں کے بجز کٹے کافروں کے اور کوئی بھی منکر نہیں ہوتا۔

نیز ان کا عقیدہ ہے کہ دنیا امام کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی چنانچہ
کافی کلینی ص۱۰۴ میں ہے عن ابی حمزۃ قال قلت لابی عبد الله تبقی
الارض بغیر امام؟ قال لو بقیت الارض بغیر امام لساخت یعنی ابوحمزہ
نے جعفر صادق سے پوچھا کہ زمین بغیر امام کے بھی باقی رہ سکتی ہے؟ تو جعفر
صادق نے جواب دیا کہ اگر بغیر امام کے زمین رہتی تو رہنا کیا دھنس جاتی
حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ان اللہ یمسک السموات
والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکھما من احد من بعدہ۔ یعنی
بے شک اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں
اور اگر وہ ٹلنے لگیں بھی تو پھر اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں تھام نہ سکے گا۔
دوسری جگہ فرمایا ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ
اور وہی آسمان کو اس سے روکے ہوئے ہے کہ وہ زمین پر گرے۔ مگر
ہاں کہ اسی کا حکم ہو جائے۔
اب اماموں کے بارے ایسا عقیدہ رکھنا قرآن مجید کا انکار کرنا ہے
جو بلاشک کفر ہے۔

نیز ان کا عقیدہ ہے کہ تمام دنیا و آخرت کے مالک ائمہ ہیں وہ جس کو چاہیں دے دیں اور بخش دیں۔ چنانچہ

اصول کافی کتاب الحجۃ صفحہ ۴۰۹ میں ایک باب بایں عنوان منعقد کیا ہے باب ان الارض کلھا للامام...... اما علمت ان الدنیا والآخرۃ للامام یضعھا حیث شاء ویدفعھا الی من شاء۔ یعنی امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا۔ کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ دنیا اور آخرت سب امام کے ملک میں ہے وہ جس کو چاہیں دے دیں اور بخش دیں۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان الارض للہ یورثھا من یشاء من عبادہ بیشک یہ زمین صرف اللہ ہی کی ہے وہ جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے اس کا مالک بنا دے۔

نیز فرمایا فللہ الآخرۃ والاولیٰ دنیا و آخرت کی سب چیزیں صرف اللہ کی ہیں۔

نیز فرمایا الحمد للہ الذی لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ولہ الحمد فی الآخرۃ ساری حمد اللہ ہی کے لیے ہے کہ اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اسی کی حمد ہے آخرت میں۔

نیز فرمایا کہ اللہ کے بندے یوں دعاء کرتے ہیں اللھم مالک الملک تؤتی الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شئ قدیر اے اللہ سارے ملک کے مالک! تو جس کو چاہے سلطنت دیوے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے اور تو ہی ہے جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلیل کرے۔ صرف تیرے ہاتھ میں

ہے ہر بھلائی۔ تُو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔
اور شخص صریح قرآن کی مخالفت اور انکار کرے تو اس کے کفر میں کیا شک ہے۔

نیز ان کا عقیدہ ہے کہ ائمہ معصومین کو اختیار ہے کہ وہ جس چیز کو چاہیں حلال یا حرام قرار دیں چنانچہ

اصول کافی کتاب الحجہ باب مولد النبی علیہ السلام ص۴۴۱ میں ہے......

ثم خلق جمیع الاشیاء فاشہدھم خلقھا واجریٰ طاعتہم علیھا وفوّض امورھا الیھم، فھم یحلون مایشاءون ویحرمون مایشاءون ولن یشاءوا الا ان یشاء اللہ تبارک وتعالیٰ۔ اس کے بعد پھر اللہ نے دنیا کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر ان مخلوقات کی تخلیق پر ان ائمہ کو شاہد بنایا اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری ہر ان تمام مخلوقات پر فرض کی۔ اور ان کے تمام معاملات ان کے سپرد کر دیے۔ تو اب یہ حضرات ائمہ جس چیز کو چاہتے ہیں اور جس چیز کو چاہتے ہیں حرام کرتے ہیں حلال کر دیتے ہیں۔ اور چیز کو چاہتے ہیں۔ اور یہ نہیں چاہتے مگر وہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتا ہے۔

پھر الصافی شرح اصول کافی جزء سوم حصہ دوم ص۱۴۹ میں تشریح سے قزوینی نے لکھا کہ یہاں محمد وعلی وفاطمہ سے مراد یہ تینوں اور ان کی نسل سے پیدا ہونے والے تمام ائمہ ہیں

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تحلیل وتحریم کا اختیار صرف اپنے قبضہ میں رکھا ہے۔ حضرت نبی کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار نہیں دیا چنانچہ ارشاد فرمایا یاایھا النبی لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ اے نبی! آپ کے لیے جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال فرمائی ہے وہ آپ اپنے اوپر کیوں حرام کرتے ہو۔

اسی لیے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انی لا احل ما حرمہ اللہ
ولا احرم ما احلہ اللہ عہ (بخاری ومسلم)

عہ یعنی اللہ کی حرام کردہ چیز کو میں حلال نہیں کہہ سکتا اور اس کی حلال کردہ کو حرام نہیں کہہ سکتا

مسلم ص۲۰۹ میں ہے قال علیہ السلام یا ایہا الناس انہ لیس لی تحریم ما احل اللہ لی اللہ تعالی کی حلال کردہ چیزوں کو حرام کرنا میرا کام نہیں ہے

جامع صغیر ص۳ میں ہے ما احللت الا ما احلہ اللہ وما حرمت الا ما حرمہ اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رض فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسی چیز کو حلال بتاتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہو۔ اور اسی چیز کو حرام بتاتا ہوں جسے اللہ نے حرام کیا ہو

ابو داؤد ص۲۰۹ میں ہے وانی لست احرم حلالا و لا احل حراماً یعنی میں حلال چیز کو حرام نہیں کہہ سکتا اور حرام چیز کو حلال کہہ سکتا نہیں ہوں

معجم کبیر ص۳ و ص۳۲ میں امام طبرانی نے حضرت سلمان فارسی کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الحلال ما احلہ اللہ فی کتابہ والحرام ما حرمہ اللہ وما سکت عنہ فہو ما عفا عنہ حلال وہی چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا ہے اور حرام وہی چیزیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا ہے اور جن سے کتاب اللہ خاموش ہے وہ معفو ہے

نوٹ :- حدیث شرح ہے قرآن مجید کی اس لیے حدیث شریف میں جن حرام اشیائ کا ذکر ہے وہ کتاب اللہ کی حرام کردہ چیزوں میں ہی داخل ہے۔

اب یہ عقیدہ رکھنا کہ ائمہ کو حلال حرام کرنے کا اختیار ہے قرآن اور حدیث کا انکار ہے۔ اور اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین بھی ہے کہ نبی کو تو تحلیل و تحریم کا اختیار نہیں۔ مگر ائمہ کو اختیار ہے اور اس میں ائمہ کو الوہیت کا مقام دینا ہے جو صریح شرک و کفر ہے۔

نیز ان کا عقیدہ ہے کہ متعہ کرنا حلال ہے۔ بلکہ کارِ ثواب ہے۔ چنانچہ
عجالہ نہ ص۱۶ میں ہے "حضرت سیّد عالم نے فرمایا ہے کہ جس نے زن مومنہ
سے متعہ کیا گویا اس نے ۷۰ مرتبہ خانہ کعبہ کی زیارت کی۔
تفسیر منہج الصادقین ص۱۷۶ پارہ ۵ میں ہے جو ایک دفعہ متعہ کرے گا
وہ امام حسینؑ کا درجہ پائے گا۔ اور جو دو دفعہ متعہ کرے گا وہ امام حسنؑ کا درجہ
پائے گا اور جو تین دفعہ متعہ کرے گا وہ امام علیؑ کا درجہ پائے گا اور جو چار دفعہ
متعہ کرے گا وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درجہ پائے گا۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا قد افلح المومنون الذین
..... هم لفروجهم حافظون الا علیٰ ازواجهم او ما ملکت ایمانهم
فانهم غیر ملومین فمن ابتغیٰ وراء ذلک فاولئک هم العادون یعنی اپنی
مراد کو پہنچ گئے ایمان والے .... جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے
ہیں مگر اپنی بیبیوں یا اپنی لونڈیوں پر۔ کیونکہ ان دونوں میں ان پر کچھ
ملامت نہیں پھر جو کوئی طلب کرے اس کے علاوہ تو وہی لوگ ہیں حد سے
تجاوز کرنے والے یعنی فاسق و فاجر ہیں

پس اس آیت میں صریح دلالت ہے کہ ماسوا ان دونوں کے جو فروج
سے شہوت رانی کے طریقے ہیں وہ سب حرام ہیں۔ پس زنا، لواطت،
جانوروں سے وطی، مشت زنی، اغلام بازی، اور متعہ یہ سب حرام ہیں
اور حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ و قاسم محمد تابعیؒ نے حرمتِ متعہ پر اسی آیت سے
استدلال کیا ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف مقامات پر جہاں جہاں
علاقے فتح ہوتے گئے ان کے اس غلط کاری کی تردید فرماتے رہے چنانچہ

ترمذی ص۱۴۵ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح ہونے کے بعد حرمتِ متعہ کا اعلان عام فرمایا تھا نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن متعۃ النساء۔ پھر فرمایا کہ

سبرۃ الجھنی اور ابوہریرہ سے حرمت متعہ کے بارے میں مرفوعاً روایت ہے۔

اور یہ روایتیں مؤطا امام مالک ص۱۹۶ و ابوداؤد ص۲۹ و ابن ماجہ ص۱۴۲ و نسائی ص۸۹ و معجم طبرانی کبیر ص۳۰۹ و مسند حمیدی ص۲۹۶ و مسند دارمی ص۲۸۲

اور محدث بیہقی رحمہ نے ص۲۰۲ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتناعی فرمان متعہ کے بارے میں نقل کیا

اور پھر ص۲۰۶ پر حضرت عائشہ صدیقہ رضہ سے مرفوعاً روایت کی

اور پھر ص۲۰۷ پر حضرت ابوذر غفاری اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت نقل کی

اور صحیح ابن حبان ص۱۷۹ میں حضرت سلمۃ بن الاکوع رضہ سے مرفوعاً روایت ہے

اور معجم کبیر للطبرانی ص۳۰۹ میں حضرت حارث بن غزیہ سے مرفوعاً روایت ہے

اور اس میں واقعہ فتح مکہ کا ہے جیسے سبرہ جہنی مکہ کے فتح کے سال کا واقعہ بتاتے ہیں

اور معجم کبیر للطبرانی ص۲۹۴ میں زید بن خالد جہنی رضہ سے روایت ہے

اور بیہقی ص۲۰۷ میں حضرت جعفر صادق کا ارشاد منقول ہے کہ آپ رح نے متعہ کے بات سن کر فرمایا ذلک الزنا۔ وہ تو زنا ہے۔

نیز ان کا عقیدہ ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ لواطت کرنا جائز ہے چنانچہ الاستبصار ص۲۴۳ میں شیخ الطائفۃ ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن ابی یعفور نے کہا سالت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل

یاتی المراۃ فی دبرھا ؟ قال لاباس بہ یعنی میں نے حضرت جعفر صادق سے پوچھا کہ آدمی عورت کی دبر میں وطی کر سکتا ہے ؟ تو فرمایا اس کا کچھ حرج نہیں

تحریر الوسیلہ ص ۲۴۱ میں خمینی صاحب نے لکھا ہے مشہور اور قوی مذہب یہ ہے کہ اپنی بیوی سے لواطت کرنا جائز ہے

حالانکہ آیت قرآنیہ جو پہلے گزر چکی ہے فمن ابتغیٰ وراء ذلک فاولئک ھم العادون اس کے ضمن میں اس کی حرمت بھی آجاتی ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا فأتوا حرثکم انیٰ شئتم (تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں یعنی کھیتی کرنے کا محل ہیں کہ فرزند حاصل ہوں) سو تم صرف اپنے کھیت میں آؤ جیسے چاہو (کھڑے، بیٹھے، چت و کروٹ سے)

اور ظاہر ہے کہ دبر گند کا مقام ہے۔ کھیتی کا مقام نہیں۔

دیکھو بیہقی نے ص ۱۹۶ میں خزیمہ بن ثابت سے اور ص ۱۹۸ میں عمر وابن عمر وابی ہریرہ سے اور ص ۱۹۹ میں علی بن طلق و علی وابن عباس وابو الدرداء سے اس کی حرمت صراحۃً مذکور ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے بھی مرفوعاً حرمت ثابت ہے۔

حسن بن عرفہ نے حضرت جابرؓ سے مرفوعاً روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ شرم رکھو اللہ تعالیٰ سے اور اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے شرم نہیں فرماتا عورتوں کی دبر میں کبھی جماع نہ کرو۔

ابوبکر اثرم نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ سے روایت کی ہے کہ محاش النساء یعنی عورتوں کے دبر حرام ہیں

دارمی نے کہا سعید بن یسار نے ابن عمرؓ سے کہا ما تقول فی الجواری یتحمض لھن ؟ تم باندیوں کے بارے کیا کہتے ہو ؟ آیا ان سے تحمیض کی

جائے؟ تو فرمایا تحمیض کیا چیز ہے؟ تو عرض کیا کہ دبر میں وطی کرنا! تو حضرت ابن عمر نے فرمایا: کیا مسلمانوں میں کوئی ایسا بھی کرتا ہے؟

امام ثوری رح نے فرمایا کہ کسی نے حضرت علی رض سے پوچھا کہ عورت کی دبر میں وطی کرنا جائز ہے؟ تو آپ رض نے فرمایا تُو نیچے گر پڑا۔ اللہ تعالیٰ تجھے نیچے گرا دے ارے کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سُنا اتأتون الفاحشة ماسبقكم بها من احد من العالمين الایۃ تم تو ایسا بے حیائی کا کام کرتے ہو۔ سو تم سے پہلے اسے دنیا جہاں والوں میں سے کسی نہ کیا

معن بن عیسیٰ نے حضرت امام مالک رح سے پوچھا کہ عورتوں سے وطی کرنے کے بارے میں آپ رح نے فرمایا عورتوں سے دبر میں وطی کرنا حرام ہے

ابوبکر بن زیاد نیشاپوری نے اسرائیل بن روح سے روایت کی ہے کہ میں نے امام مالک رح سے پوچھا کہ عورتوں سے دبر میں وطی کرنے کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں۔ تو فرمایا کہ تم لوگ نرے گنوار قوم ہو۔ بھلا حرث موضعِ زراعت کے بغیر کوئی اور ہوتا ہے؟ کبھی فرج سے تجاوز نہ کرو! میں نے عرض کی کہ بعض کہتے ہیں کہ آپ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ فرمایا معاذ اللہ لوگوں نے مجھ پر جھوٹ بہتان باندھا ہے

امام شافعیؒ نے اس کی حرمت پہ اپنی چھ کتابوں میں نص فرمائی۔ اور یہی قول ہے سعید بن المسیب، ابوسلمہ، عکرمہ، طاؤس، عطاء، سعید بن جبیر، عروۃ بن زبیر، مجاہد، حسن، احمد بن حنبل اور تمام سلف و خلف اور علمائے مجتہدین محدثین و مفسرین قدیم و جدید فقہاء حنفیہ و مالکیہ و حنابلہ و شوافع کا۔

نیزان کا عقیدہ ہے کہ جس طرح دوسری چیزیں ایک دوسرے کو عاریۃً یعنی مانگے کے طور پر دے سکتے ہیں، اسی طرح اپنی بیوی بھی دوسرے مرد کو جماع کرنے کے لیے دے سکتے ہیں چنانچہ

الاستبصار ص۱۳۶ میں شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن الحسن طوسی نے لکھا ہے کہ محمد بن مضارب کو حضرت جعفر صادق نے کہا یہ (میری) جاریہ (باندھی) لے جا۔ یہ تیری خدمت کرے گی تو اس سے جماع کر سکتا ہے پھر جب تو جانے لگیگا تو یہ جاریہ ہمیں واپس کر دینا

اسی طرح اور کئی روایات اس بارے میں شیخ الطائفہ نے نقل کی ہیں۔

حالانکہ یہ صریح زنا ہے اور دو چیزوں میں سے نہیں جن کی اجازت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے۔

نیزان کا عقیدہ ہے کہ تقیہ کا نام رکھ کر جھوٹ (خلافِ واقع کے خبر دینا) جائز ہے۔ صرف جائز ہی نہیں بلکہ ثواب ہے بلکہ دین کا ۹/۱۰ حصہ ہے اور فرض واجب ہے چنانچہ

اصول کافی ص۲۱/۴ میں ہے جعفر صادق نے ابو عمر اعجمی کو خطاب کرتے ہوئے کہا ان تسعة اعشار فی التقیة ولا دین لمن لاتقیة لهٗ دین کے دس حصوں میں سے نو حصے تقیہ میں ہی۔ اور جو تقیہ نہیں کرتا وہ بے دین ہے

اسی صفحہ پر جعفر صادق کا قول ہے کہ کوئی چیز بھی مجھے تقیہ سے زیادہ محبوب نہیں پھر کہا جو تقیہ کریگا اللہ اس کو بلند کریگا اور جو تقیہ نہ کریگا اللہ اس کو پستی میں گرائیگا۔

حالانکہ جو واقع کے خلاف بات ہو وہ جھوٹ کہلاتا ہے اور کوئی مذہب

(آسمانی ہو یا غیر آسمانی) ایسا نہیں جس میں جھوٹ جائز ہو بلکہ خبر دین اور کار ثواب ہو۔ مکہ کے مشرک ہندو سکھ بھی جھوٹ کو برا جانتے تھے اور جھوٹ بہت منحوس اور بدبودار چیز ہے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اذا کذب العبد تباعد عنہ الملک میلا من نتن ما جاء بہ رواہ الترمذی عن ابن عمرؓ (مشکوۃ ص۴۱۳) جھوٹ بولنے سے فرشتہ میل دور چلا جاتا ہے اس بدبو کی وجہ سے جو جھوٹ سے آتی ہے۔

نیز ان لوگوں کا کام ہے نیک لوگوں پر بہتان باندھنا۔ چنانچہ کشف الاسرار ص۱۱۹ میں لکھا عمر نے رسول اللہ کی شان میں گستاخی کی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو انتہائی صدمہ ہوا۔

سم مسموم ص۴۲۸ تا ص۴۳۷ میں ہے عمر شراب پیتا تھا۔ اس کی آخری غذا بھی شراب تھی۔

کلید ص۴۶ میں ہے عمر تمام عمر کھڑے کھڑے پیشاب کرتا تھا

نیز لکھا کہ عمر جنابت کی حالت میں نماز پڑھ لیا کرتا تھا

عائشہ وحفصہ نے نبی علیہ السلام کو زہر دے کر مارا

حالانکہ حق تعالیٰ نے غیبت سے بھی روکا۔ اور بہتان تو غیبت سے بھی زیادہ سنگین ترین جرم ہے۔ غیبت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ یعنی ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرو۔ کیا تم میں سے کسی کو پسند آتا ہے کہ اپنے بھائی کا گوشت ایسے حال میں نوچ کھائے کہ وہ مرچکا ہو۔ پس تم خود ہی اس کو مکروہ جانو گے۔ اور اس سے نفرت کرو گے۔ تو جیسے مردے کا گوشت کھانا اور نفرت کی چیز ہے اسی

طرح غیبت کو بھی مکروہ اور نفرت کی چیز سمجھو

ابوداؤد میں مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مسلمان کی غیبت کا ایک نوالہ بھی کھایا تو اللہ تعالیٰ جہنم میں اس کو ایسا ہی نوالہ کھلائے گا۔

اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جب مجھے معراج میں لے گئے تو میرا گذر ایک قوم پر ہوا جن کے ناخن لوہے کے تھے جن سے وہ اپنے منہ نوچتے تھے اور اپنے کھسوٹتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبرائیلؑ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے اور ان کی آبرو ریزی کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ! غیبت کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی کا حال اس طرح بیان کرنا جس کو وہ ناگوار سمجھے۔ عرض کی گئی کہ اگر ہمارے بھائی میں وہ بات موجود ہو جو ذکر کی جاتی ہے۔ تو کیا اب بھی وہ غیبت ہی ہوگی؟ آپؐ نے فرمایا کہ اگر تیرے بھائی میں وہ بات موجود ہے جو تُو بیان کرتا ہے تب تو یہ غیبت ہے (جس پر اتنا وعید ہے) اور اگر اس میں یہ بات موجود ہی نہ ہو جو تُو بیان کرتا ہے تب تو تُو نے اس پر بہتان باندھا اور یہ بہتان، غیبت سے ڈبل گناہ ہوا (یعنی جھوٹ+غیبت)

امامنا و الخلیفۃ الرابع حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک ایسے آدمی پر بہتان باندھنا جو اس عیب سے بَری ہو آسمانوں سے بھی زیادہ وزنی جرم ہے البھتان علی البریٔ أثقل من السماوات (کنز العمال ص۳۶ ج۳ از حکیم ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری و حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا غیبت زنا سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے۔ اب اندازہ لگاؤ کہ بہتان کا

تو اور بھی زیادہ گناہ ہوا

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ دو آدمیوں نے جو روزے سے تھے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی۔ فراغت کے بعد حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوبارہ وضوء بھی کرو اور یہ نماز بھی دُہراؤ اور یہ روزہ تو پورا کرو۔ اور پھر ایک دن اس کی قضا کرنا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا تم نے فلاں آدمی کی غیبت کی ہے (مشکوٰۃ ص ۴۱۵)

مفسر ابن کثیر رحؒ نے لکھا ہے کہ علماء امت کا اجماع ہے کہ غیبت حرام ہے۔ تو اب بتائیے کہ بہتان کی حرمت کتنی ہوگی۔ بہتان بھی ان پاک طینت ہستیوں پر جن کی بدولت ہمیں نعمتِ ایمان نصیب ہوئی۔ ہمیں قرآن مجید جیسی جاودانی نعمت ملی۔ ہمیں انہیں صحابہؓ کی سعی بلیغ کی بدولت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کا علم حاصل ہوا۔ ہمیں ذات باری تعالیٰ کی پہچان ہوئی۔

ہم نے جو کہا ہے کہ یہ کہہ کر حضرت عمرؓ۔ بہتان باندھا گیا ہے کہ عمرؓ نے رسول اللہ کی شان میں گستاخی کی۔

اگر اس سے مراد وہی واقعۂ قرطاس ہے تو عمرؓ کا حسبنا کتاب اللہ کہنے میں کیا گستاخی ہے جب خود اللہ پاک نے ارشاد فرما دیا "الیوم اکملت لکم دینکم

پھر باتفاقِ فریقین حضرت علیؓ کاتبِ وحی تھے انہیں کے پاس کاغذ اور قلم دوات موجود تھے صلح نامہ حدیبیہ بھی حضرت علیؓ نے تحریر فرمایا تھا۔ اور حضرت علیؓ کا گھر بھی دور نہ تھا اور حکم خاص کسی ایک آدمی کو تو نہ تھا۔ ہر شخص جو کاغذ قلم دوات لانے پر قادر تھا اس کا فرض تھا کہ بھاگ کر کاغذ اور قلم دوات لے آتا۔ کیوں نہ اس وقت کوئی اٹھا۔ کیا عمرؓ کے صرف حسبنا

کتاب اللہ کہنے پر حضرت علیؓ جو بزعم شما فاتح خیبر تھے خیبر کے قلعہ کا دروازہ اکیلے اکھیڑ کر میلوں دور پھینک دیا جو اسد اللہ اور شجاعت میں ضرب المثل تھے اور قاتل المشرکین تھے، چپ سادھ کیوں بیٹھے رہے۔ کیوں نہ وہاں بیٹھے ہوئے منافق لوگوں کو بیک جنبشِ تلوار فی النار کر کے کاغذ قلم دوات فوراً لاکر خلافت نامہ لکھوالیتے۔ مگر ایسا نہ ہوا معلوم ہوا معاملہ کچھ اور تھا سبائی پارٹی نے اسے غلط رنگ دے کر عوام کو دھوکا دیا۔ اور اب تک بہت بڑی چالاکی کے ساتھ پروپگنڈا کی آگ میں تیل ڈالتے آرہے ہیں اعاذنا اللہ منہ۔

اور یہ جو کہتے ہیں کہ عمر شراب پیتا تھا یہ بھی بہتان ہے کیونکہ شراب کی حرمت تو عمرؓ کے مطالبہ اور بار بار کے مطالبہ کے بعد ہوئی ہے جیسے کتب نزول الآیات سے واضح ہے۔ بھلا شراب کا عادی بندشِ شراب کا مطالبہ کر بھی سکتا ہے؟

اور یہ جو کہتے ہیں کہ عمر تمام عمر کھڑے کھڑے پیشاب کرتا تھا یہ بات تو بالکل بہتان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جاہلیت کے دور میں مشرک لوگ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو عیب نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ یہ کہتے تھے کہ عورتیں بیٹھ کر پیشاب کرتی ہیں۔ جب حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوئے تو اپنے اسے پرانے دستور کے مطابق کھڑے کھڑے پیشاب کیا۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا تو فرمایا یا عمر لاتبل قائما اے عمر کھڑے کھڑے پیشاب نہ کر۔ بس وہ دن تھا۔ اس کے بعد عمرؓ نے فرمایا فما بلت قائماً بعدُ پھر اس کے بعد میں نے کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کیا (دیکھو جامع ترمذی ص۹)

پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ شریعتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الف صلوٰۃ وتحیہ میں سب وشتم (گالی گلوچ) لعن طعن، قذف وتہمت، متعہ، تقیہ، لواطت، بہتان تراشی، اپنی زوجہ منکوحہ عاریۃً (بطور مانگنے کے) کسی کو دینا، اور بدگمانی، بدظنی جو کہ سب کے سب حرام قطعی حرام ہیں۔ ان کو جائز ومباح سمجھنا حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا بلکہ ان کو جزوِ دین اور موجبِ ثواب سمجھنا کفر ہے۔ کیونکہ علمائے اسلام نے لکھا ہے کہ ایمان کی سات شرطیں ہیں ۱۔ غیب پر ایمان رکھنا (جو الذین یؤمنون بالغیب سے ماخوذ ہے) ۲۔ علم غیب خاصہ اللہ تعالیٰ کا جاننا (جو انما الغیب للہ سے ماخوذ ہے) ۳۔ اپنے اختیار سے ایمان لانا (جو لا اکراہ فی الدین سے ماخوذ ہے) ۴۔ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حلال سمجھنا (جو یاایہا الذین اٰمنوا لا تحرموا طیبٰت ما احل اللہ لکم سے ماخوذ ہے) ۵۔ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حرام سمجھنا (جو یاایہا الذین اٰمنوا لا تحلوا شعائر اللہ سے ماخوذ ہے) ۶۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہنا (جو انہ لا ییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون سے ماخوذ ہے ۷۔ اللہ تعالیٰ کے قہر اور غضب سے ڈرتے رہنا (جو انہ لا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون سے ماخوذ ہے۔

اور ظاہر ہے کہ اگر شرط نہ پائی جائے تو اس چیز کا وجود نہیں ہو سکتا جس کی وہ چیز شرط ہے۔

اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ نماز کی شرطیں ہیں جسم کا پاک ہونا جامہ کا پاک ہونا۔ جگہ کا پاک ہونا۔ وقت پہچاننا۔ ستر عورت۔ نیت کرنا۔ قبلہ رُخ ہونا۔

اُجَجِسْ نُوْقِ

بدن پاک ہونا — جامہ پاک ہونا — جگہ پاک ہونا — ستر عورت — نیت کرنا — وقت پہچاننا — قبلہ رخ ہونا

اگر ان میں سے ایک شرط نہ ہو باقی شرطیں سب موجود ہوں تو نماز نہیں ہوگی۔

اسی طرح ایمان کی شرطوں میں سے ایک شرط نہ ہو اور باقی سب شرطیں موجود ہوں تو ایمان نہ ہوگا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا یاایھا الذین اٰمنوا لاتحرموا طیبٰت ما احل اللہ لکم ولاتعتدوا مؤمنو! پاکیزہ اور لذیذ چیزیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہاری خاطر حلال فرمائی ہیں وہ اپنے اوپر حرام نہ کرو

اور فرمایا یاایھا الذین اٰمنوا لاتحلوا شعائر اللہ مؤمنو! جو امور اللہ تعالیٰ نے حرام کیے ہیں ان کو حلال مت کرو۔

اور مشکوٰۃ ص۱۹۱ میں بحوالہ ترمذی حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما اٰمن بالقراٰن من استحل محارمہٗ جس نے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھا، اس کا قرآن مجید ہی پر ایمان نہیں ہے

اور مذکورہ بالا چیزیں نص قطعی کے ساتھ حرام ہیں اب جو بھی ان کو حلال سمجھیگا تو شرط ایمان کی مفقود ہونے کی وجہ سے اس کا ایمان بھی مفقود ہوگا۔

اور حرام چیزوں کو حلال سمجھنے کے بارے پیش گوئی موجود ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان امتی یشربون الخمر فی اٰخر الزمان یسمونھا بغیر اسمھا آخر زمانہ میں میری امت (دین ہونے کا دعویٰ کرنے والے) نام بدل کر شراب پییں گے (عن ابن عباس وحجر بن عدی بن ادبر الکندی وعبادۃ بن الصامت وعائشہ صدیقہ وابو مالک اشعری وعبد اللہ بن عمر ورجل من الصحابہ (کنز العمال ص۳۶۷ ج۱۴)

نیز عمران بن حصین سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار فتنے ہوں گے جنمیں سے ایک فتنہ وہ ہوگا جس میں لوگ خون حلال سمجھینگے

اور ایک فتنہ وہ ہوگا جس میں لوگ خون کو بھی حلال سمجھیں گے اور مال کو بھی

اور ایک وہ فتنہ ہوگا جس میں لوگ خون، مال، اور فرج کو بھی حلال سمجھیں گے

بہرحال یہ باتیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیلاً بیان کی ہیں۔
کہ ان کے علاوہ بھی بہت سی حرام چیزیں ہیں جن کو لوگ نام بدل کر حلال سمجھے ہوئے کرتے ہیں مثلاً

زنا کا نام متعہ رکھ کر اس کو حلال بلکہ کارِ ثواب سمجھ کر مزے اڑاتے ہیں

جھوٹ کا نام تقیہ رکھ کر اس کو حلال اور جزوِ ایمان سمجھتے ہیں

سود کا نام منافع رکھ کر اس کو حلال سمجھ کر غیر قوموں کو فائدہ دے رہے ہیں

رشوت کا نام حق خدمت رکھ کر اس کو حلال سمجھ کر خوب پیٹ بھرتے ہیں

شرک کا نام تعظیمِ اولیاء اللہ رکھ کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں

ما اہل بہ لغیر اللہ کو ایصالِ ثواب کا نام دے کر نذر غیر اللہ کو جائز کہتے ہیں

بدعت کو سنت کا نام دے کر لوگوں کو بدعت کا خوگر بناتے ہیں

ریشم کا نام بدل کر اس کو حلال سمجھتے اور پہنتے ہیں

رسالت کا نام امامت رکھ کر ائمہ کو معصوم واجب الاطاعت قرار دیتے ہیں

ہمارے پاکستان میں شیعہ کا ایک فرقہ شیخیہ کے نام سے موسوم ہے اور اس کو احسائی اور احقاقی بھی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد بھی عجیب و غریب اور مشرکانہ ہیں چنانچہ کہتے ہیں

۱۔ خدا سے صرف ایک چیز صادر ہوئی (عقل اول یا حضرات محمدؐ و آلِ محمدؐ) باقی تمام چیزیں انہوں نے پیدا کیں

۲۔ موت وحیات، رزق و تدبیر کائنات خدا کی طرف سے نہیں۔ بلکہ یہ سب کچھ آلِ محمدؑ کی طرف سے ہے (وہی خالق و رازق و مدبر کائنات ہیں)

۳۔ جہان کی علتِ فاعلی خدا نہیں۔ بلکہ آلِ محمد ہیں (یعنی کائنات کے خالق ہی یہی بزرگوار آلِ محمد ہیں

۴۔ بلاواسطہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی صرف محمد وآلِ محمد ہیں باقی سب مخلوق ان کی پیدا کردہ ہے

۵۔ نیکیاں اور بدیاں آلِ محمد اور رکنِ رابع کی دوستی کی موجودگی میں کوئی نقصان دہ نہیں۔ لہذا دعاءِ محبت کے ساتھ بدیوں سے بچنے کی کوئی ضرورت نہیں

۶۔ عالم کی علت صوری و مادی آلِ محمدؐ ہیں

۷۔ آلِ محمد ہر وقت ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں

۸۔ آلِ محمدؑ ہر چیز کے بالفعل عالم ہیں۔

۹۔ آلِ محمدؑ ایجادِ خلق کے آلے ہیں (اللہ جو کچھ کرتا ہے ان کے ذریعہ سے کرتا ہے)

۱۰۔ اہلِ بیت کا علم حضوری ہے (ہر چیز کا ان کو اس طرح علم ہے کہ ان کو ارادہ اور توجہ کی بھی ضرورت نہیں)

۱۱۔ انبیاء سابقین کی مدد محمد رسول اللہ کی طرف سے کی جاتی تھی

۱۲۔ آلِ محمد بشر نہ تھے بلکہ صرف جامۂ بشری میں ملبوس تھے

۱۳۔ تمام نبی اپنی اپنی شکل میں علیؑ ہی تھے

۱۴۔ علی بہ یک وقت متعدد مقام (مکان) رکھتے ہیں

۱۵۔ ایاک نعبد وایاک نستعین میں خطاب آلِ محمدؐ کو ہے اور نماز میں پڑھتے وقت ائمہ طاہرینؑ کا قصد کرنا چاہیے۔ (توثیق حق ص۱۷۲)

۱۶۔ شیخ احمد احسائی کو وحی ہوتی تھی (شرح زیارت ص۲۷ و ص۳۶)

۱۷۔ مروان بن حکم کی شکل بن کر علیؑ نے طلحہ کو تیر مارا تھا (شرح زیارت جامع ص۳۶۸ ج۴)

۱۸۔ محمد و آلِ محمد ہی نفس ملکوتیہ الٰہیہ ہیں

۱۹۔ اللہ تعالیٰ ازل سے عالم نہ تھا

۲۰۔ ائمہ طاہرینؑ امہات المؤمنین ہیں، نبیؐ کی ازواج مطہرات ہیں۔

۲۱۔ مدینۃ العلم آسمان پر ہے جو حقیقت محمدیہ ہے۔

۲۲۔ ائمہ معصومین ذات اللہ العلیا ہیں

۲۳۔ ائمہ معصومین شجرۂ طوبیٰ وسدرۃ المنتہیٰ ہیں

۲۴۔ ائمۂ معصومین نے شیعہ کے گناہ اپنے گردن میں لے لیے۔

۲۵۔ انبیاء کے معجزے آلِ محمد کی طرف سے تھے یعنی معجزوں کے فاعل حقیقی یہی بزرگوار ہستیاں ہیں۔

۲۶۔ فرشتوں کی حرکت اور اُن کا سکون اماموں کے حکم کے تحت ہے۔

۲۷۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیت اہل بیت کی مرضی اور مشیت سے متحد ہے۔

۲۸۔ سب اہلِ بیت کی جان ایک ہے جو مختلف بدنوں میں بدلتی رہتی ہے۔

۲۹۔ آلِ محمد اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔

۳۰۔ اللہ تعالیٰ کی صفات حضرت محمدؐ کی صفات ہیں۔

۳۱۔ پیغمبر خدا تمام حیاتِ ابدی کی کان ہیں

یک رسالہ ہے جس کا نام ہے "اتحاد و یک جہتی امام خمینی کی نظر میں"
اس رسالہ کے ۱۵ میں لکھا ہے
"جو نبی بھی آئے وہ انصاف کے نفاذ کے لیے آئے۔ ان کا مقصد بھی یہی تھا کہ تمام دنیا میں انصاف کا نفاذ کریں لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ختم المرسلین (ص) جو انسان کی اصلاح کے لئے آئے تھے اور انصاف کا نفاذ کرنے کے لیے آئے تھے، انسان کی تربیت کے لیے آئے تھے، لیکن وہ اپنے زمانے میں کامیاب نہیں ہوئے وہ آدمی جو اس معنے میں کامیاب ہوگا اور تمام دنیا میں انصاف کو نافذ کرے گا وہ اپنے اس انصاف کو نہیں جسے عام لوگ سمجھتے ہیں کہ زمین میں انصاف کا معاملہ صرف لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے ہو بلکہ یہ انصاف انسانیت کے تمام مراتب میں ہو وہ چیز جس میں انبیاء کامیاب نہیں ہوئے، باوجود اس کے کہ وہ اس خدمت کے لیے آئے تھے
یہ ایک تقریر کی کاپی ہے جسے ان کے مزعومہ امام خمینی نے نیمہ شعبان ۱۴۰۰ھ میں کی تھی۔ اور نیشنل ٹیلویژن ایران کے افتتاح کے موقعہ پر ہوئی۔ جس کو "تہران ٹائمز" نے شائع کیا
یہ سوچنے کی بات ہے کہ ختم المرسلین سید الرسل افضل الانبیاء رحمۃ للعلمین جن پر آخری سال حجۃ الوداع میں عرفات کے میدان میں آیۃ "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ اور میں نے اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور میں نے تمہارے لیے پسند کیا اسلام کو دین) اتری تھی وہ اسی لیے اتری تھی اور

دنیا کو یہ بات بتانے کے لیے اتری تھی کہ میرا آخری پیارا پیغمبر اپنے مشن میں فیل ہو چکا ہے اور تئیس سالہ زندگی اس کی ناکامی کے ساتھ گزری ہے اس لیے اے دنیا کے رہنے والو! میری طرف سے آخری بار مژدہ جاں سُن لو الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

کس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ قرآن شریف پر ان کا مزعومہ امام ہاتھ بھی صاف کرتا جارہا ہے پھر بھی پکّا مسلمان حامی دین واسلام اور جید اور ماہر عالم قرآن وحدیث ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مشرق کی طرف سے فتن کثیرہ اٹھیں گے۔ ہم نے آپ کی پیش گوئی کو جو وحی منزل من اللہ تھی اور اس پر ہمارا ایمان بالغیب تھا اور اب اس دَور (پندرھویں صدی ہجری) میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ بھی کر لیا کہ ایران جو مدینہ منورہ سے مشرق کی طرف ہے فتنۂ عظمیٰ اٹھا اور فساد عظیم برپا کیا۔

قرآن، حدیث، رسول، صحابہ، سلف، خلف کوئی ایک بھی نہیں ایسا بچا جو اس کی گرفت اور جرح سے مجروح نہ ہوا ہو اور دشمنانِ دین کی مدح سرائی کی گئی۔ ائمہ کو نبیوں سے بڑھایا گیا نبیوں کو ائمہ سے نیچے گرایا گیا اور ان کی ساری زندگی کی کوشش کو ناکام بتایا گیا اور اپنی تعلی کی جنھوں نے ممالک میں جہاد کر کے اسلام کا جھنڈا گاڑا ان کو مرتد بتلایا اور مفسدین کو مصلحین کے زمرے میں شمار کیا اور یارانِ نبیؐ کو بُت کہا اور ان پر طرح طرح کے الزام لگائے اور قرآن کریم کی تکذیب کی اور دعویٰ یہ کہ ہم مومن بالقرآن ہیں تو ایسے لوگوں کو مومن کیوں کر کہا جاسکتا ہے۔ نعوذ باللہ منہم اجمعین

بقیہ سب و شتم

مقبول احمد شیعی ترجمہ قرآن مجید کے ضمیمہ ص۵۹ میں لکھا ہے۔

خدا تعالیٰ نے تو اُس شسرے کا نام گمراہ کرنے والی فہرست میں داخل فرمایا...... اسی شسرے کے ہمسر خسر اوّل میاں ابوبکر......

ضمیمہ ص۶۳۸ : زمانہ رجعت میں وہ پاخانہ کھائیں گے

ضمیمہ ص۶۷۴ : اس شیطان نے اپنے دونوں الجنٹ ابوبکر و عمر بھیج دیے

ضمیمہ ص۱۰۱۷ : ان سب (منافقوں) کا سرگروہ عمر بن الخطاب ہیں۔

ضمیمہ ص۱۰۹۵ : الشیطان سول لکم شیطان سے مراد ثانی ہیں۔

ضمیمہ ص۱۱۹ : زید ہو یا عمر یا بکر کہ ان پر دوامی لعنت ہوتی رہے گی۔

ضمیمہ ص۸۴۲ : جنگ جمل میں بصرہ کی جنرل کمانڈنگ حضرت عائشہ اس آیت کی رُو سے فاحشۃ مبینہ کی مرتکب ہوئیں۔

ضمیمہ ص۵۱۲ : تفسیر قمی و عیاشی میں ہے قرآن میں شیطان جہاں بھی آیا ہے وہیں ثانی مراد ہے۔

آغا خانیت ص۴۳ : جھوٹے سُنّی کُتّے بھی روئیں گے

تاریخ نواصب حصہ اول ص۷ : معاویہ تو شراب فروشی کا کاروبار بھی کرتا تھا

〃 〃 ص۱۰۲ معاویہ خود عمر کو خلیفۂ برحق نہیں مانتا تھا

اصول کافی ص۳۶ ج ۳ مطبوعہ طہران میں ہے هذه الامة اشباه الخنازير یہ امت خنزیروں کی مشابہ ہے

اور اسی کتاب کے ص۲۴۳ میں ہے هذه الامة الملعونة یہ ملعون امت

اب اگر یہ لوگ از روئے تقیہ یہ کہیں کہ ہم ان لوگوں کو مسلمان نہیں سمجھتے جنہوں نے ایسی ایسی باتیں کہیں تو

ہمیں بھی اجازت ہو اور ہمیں سرکاری عدالت سے گرفت نہ ہونی چاہیے
جب ان کے اکابر ہمارے اکابر کے ایسے سوقیانہ الفاظ استعمال کریں جیسے انہوں نے
صحابہ، ازواجِ مطہرات، ابوحنیفہ، امت محمدیہ کے بارے استعمال کیے ہیں
ہمارے اکابر ہمارے جسمانی ماں باپ سے زیادہ عزیز ہیں۔ اگر ہمارے
ماں باپ کے متعلق کوئی کہہ دے کہ تیری ماں ایسی تیسی تھی، تیرا باپ ایسا
تیسا تھا تو ہم آگ بگولہ ہو جاتے ہیں اور برداشت نہیں کر سکتے۔ پستول
رائفلیں بندوقیں اور چھرے نکل آئیں گے تو ان روحانی ماں باپ کے
متعلق گستاخیاں اور سوقیانہ الفاظ سن کر ہم کیوں کر خاموش رہ سکتے
ہیں جب کہ ان کی قدر و منزلت اپنے جسمانی ماں باپ سے ہماری دلوں میں
کہیں بڑھ کر ہے۔ ہماری جان جا سکتی ہے مگر اکابر کا تقدس ہمارے
دلوں سے نہیں نکل سکتا۔ اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی بات برداشت کر سکتے ہیں۔

والسلام خیر ختام مع الاکرام

طالب الخیر فی الکونین محمد حسین عفا اللہ عنہ الشین
خادم جامعہ ضیاء العلوم بلاک ۱۸ سرگودھا
پاکستان